ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا

در مطبع ادی نیو گوپال چیٹی مع فرزندان واقع رزیڈنسی حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر طرحکی حمد و ثنا خداوند بیچون و بے ہمتا کو سزاوار ہے جو ہر ممکن کا حیز عدم سے عرصہ وجود مین بلا اعانت نمود کرنیوالا ہے۔ اور درود نامتناہی اوس برگزیدہ مخلوقات پر نازل ہو جس نے امر رسالت کو اسطرح سے انجام دیا ہے کہ جسکی نظیر عقل محال اندیش کے نزدیک بھی محال ہے اور ہزارون سلام اون آل و اصحاب پر جنھون نے ہزار جان سے ایمان کو عزیز سمجھا اب یہ خادم علوم محمد نادر الدین مددگار اول عربی مدرسہ دار العلوم سرکار عالی تلمیذ مولانا معدوم النظیر مولوی عبد الحق صاحب خیر آبادی مدظلہ العالی عرض کرتا ہے کہ علم دوست احباب مدت دراز سے اس امر کے خواستگار تھے کہ فن الٰہیات کے وہ چند مسایل جو منطق کے اعلےٰ کتب متداولہ مین ضمناً لائے گئے ہین جنکے سمجھنے مین طلبہ کو سخت دقت ہوتی ہے جیسے مسئلہ جعل و کلی طبعی و مسئلہ تشکیک اگر سلیس اردو زبان مین بیان کئے جائینگے جسکو ہر ایک طالب علم اچھی طرح سمجھ سکے تو بہت ہی مناسب اور موجب شکر ہوگا لیکن محرر اوراق حوادث زمانہ کی وجہ سے اونکے ارادہ کو پورا کر نہین
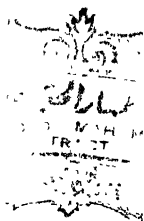
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا کوئی انسان خواہ پیر ہو یا جوان موجودہ اشیاء کی ہستی مین شک کرسکتا ہے
ہرگز نہین۔ پس وجود کے حقیقی معنی وہ لغوی معنی ہین کہ جسکی تفسیر فارسی زبان
مین ہستی و بودن سے کیجاتی ہے۔ اور یہ ایسے جلی معنی ہین کہ ان مین کسیکا خلاف نہین
ہان اس امر مین بحث ہے کہ وجود کے کوئی دوسرے معنی بھی ہین یا نہین کہ جسکی
تفسیر مابہ الموجودیت کے ساتھ کیجاتی ہے یعنی وہ امر کہ جس سے یہ معنی ہستی منتزع
ہون اور اوسکی وجہ سے موجودہ اشیاء پر کوئی اثر مرتب ہو۔
میر باقر داماد کی یہ رای ہے کہ بجز معنی مذکورہ بالا کے دوسرے معنی کہ جسکی تفسیر
مابہ الموجودیت کے ساتھ کیجاتی ہے کوئی شی نہین۔ کیونکہ اوس کا صریح قول ہے
کہ وجود کے حقیقی معنی ہستی و بودن کے ہی ہین۔ نہ وہ امر جو ذات شی سے مثل سواد و بیاض وغیرہ
منضم ہو۔ یا مثل فوقیت یا تحتیت کے کسی خاص وضع و اضافت کی لحاظ سے ذات شی سے

عذر کرتا رہا جب اُن حضرات کا شوق دن بدن بڑہتا گیا اور فرمایش روز افزون ہوتی گئی تو ناچار مجہر اوراق سے مسایل کو بحسب خواہش حضرات موصوف اردو زبان مین اسطرح بیان کیا کہ ہر ایک مسئلہ کیساتہ اسکے مناسب مبادی بھی ذکر کردے اور مسایل مذکورہ مین جسقدر کہ باہمی اختلافات تھے مع ادلۂ فریقین بلا اعتراضات و جوابات ظاہر کئے اور بالآخر ہر مسئلہ مین محاکمہ کے طور پر اپنی راے بھی ظاہر کی علاوہ برین اس رسالہ مین یہ رعایت بھی کی گئی ہے کہ جماعت مولوی فاضل اور مولوی عالم کے امتحانات مین زیادہ تر مفید ہو چونکہ مین دار العلوم بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد صانہا اللہ عن الشر والفساد دولت ابد قرار نظام کا ملازم ہون اسلئے اس رسالہ کو **نظام التحقیق** کے نام سے موسوم کیا اور خلوص دل سے دعا کرتا ہون کہ خداوند کریم اس دولت اسلامیہ ابد الآباد کو قائم و دائم اور چشم بد سے محفوظ و مامون رکھے **آمین یا رب العلمین**

باقر الحکماء کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ حقیقت وجود بجز موجودیت وصیرورت مصدری کوئی دوسرا امر جو ذات اشیا سے قائم منضم یا منتزع ہو نہیں ہے تاکہ اوس کو حقیقت وجود مانا جائے۔

(دوسرے حکما کی رای)

سوائے میر باقر داماد کے باقی تمام حکماء کا اسپر اتفاق ہے کہ معنی مصدری مذکور کے علاوہ وجود کے ایک دوسرے معنی بھی ہین کہ جنکی تفسیر ما بہ الموجودیت کیساتھ کیجاتی ہے لیکن اسمین اختلاف ہے کہ وہ کیا شئی ہے آیا وہ ہر شئے کی ذات ہے یا اوس سے منضم یا منتزع یا اوس شئی کا جاعل کے ساتھہ کوئی ایسا خاص ارتباط ہے جسکی وجہہ سے ذوات اشیاء پر آثار مرتب ہوتے ہین اور صیرورۃ مصدریکا منشاء انتزاع وحمل موجود کا مصداق ہے۔

شیخ ابو الحسن اشعری کی یہ رای ہے کہ وجود بمعنی مذکور ہر شئی کی نفس ذات ہی ہے یعنی واجب مین ذات واجب کا عین اور ممکن مین ذات ممکن کا عین اور ہر شئی کی ذات ہی منشاء موجودیت وآثار ہے۔

باقی متکلمین کی یہ رای ہے کہ وہ ایک بسیط صفت ہے کہ ذات ہر شئی سے منضم ہے لیکن وہ صفت بسیط واجب مین اوس کا ذاتی مقتضا ہی اور ممکن مین باقتضای ذات جاعل

منتزع ہو۔ کما قال فی الافق المبین لیس الوجود حقیقۃ الا نفس الموجودیۃ بالمعنی المصدری
ای صیرورۃ نفس الماہیۃ فی ظرف ما۔ لامعنی ما ینضم الی الماہیۃ او ما ینتزع منہا
فیجعل مناطا لصحۃ انتزاع الموجودیۃ وحمل مفہوم الموجود فلعل المتحقق انہ لیس فی
ظرف الوجود الا نفس الماہیۃ ثم العقل بضرب من التحلیل ینتزع معنی الموجودیۃ والصیرورۃ
المصدریۃ ویصفہا بہ ویحمل علیہا علی ان مصداق الحمل ومطابق الحکم ہو نفس الماہیۃ
بحسب ذالک الظرف لا امر زائد یقوم بہا فیصح الحمل۔

میر باقر داماد کا بیان ہے کہ حقیقت وجود بجز نفس موجودیت اور صیرورۃ مصدری
یعنی ماہیۃ کا ظرف خارج یا ذہن یا نفس الامر میں ہونا کوئی ایسا امر نہیں ہے جو ذات
شئی سے منضم یا منتزع ہو اس طرح سے کہ موجودیت مصدری اور مفہوم موجود کی صحت
انتزاع کا سبب ہو۔ پس امر محقق یہی ہے کہ ظرف وجود میں (مثل اعیان و اذہان
و نفس الامر کے) بجز نفس ماہیت (مثل انسان و فرس و غنم وغیرہ) کوئی شئی آخر
نہیں ہے۔ بلکہ عقل ماہیت موجودات سے معنی موجودیت و صیرورت مصدری کو
ایک طرح کی تحلیل سے انتزاع کرکے اوس پر اس طرح سے محمول کرتی ہے کہ مصداق
حمل اور مطابق حکم (یعنی محکی عنہ) اوس ظرف وجود کے اعتبار سے نفس ماہیت ہی
ہوتی ہے۔ نہ کوئی ایسا امر جو ماہیت سے منضم یا منتزع ہو۔

موجود نہین اور ممکنات چند بے اصل وحقیقت اعتبارات ہین۔ لیکن اس وجہ سے
کہ وہ اعتبار کردہ واجب ہین۔ آثار واحکام مختلفہ کے مناشی بنتے ہین۔

بعض کا یہ مذہب ہے کہ وجود تو ایک ہی ہے۔ لیکن موجود دو۔ ایک واجب
دوسرا ممکن۔ اور ہر ایک کی ذات دوسرے سے علحدہ ہے۔ لیکن دونون کا
وجود واجب کی ذات ہی ہے۔ فریق اول وجودیہ اور فریق دوم شہودیہ کہلاتے ہین
حکما کی اصلی فریق چار ہین۔ کیونکہ حکیم وہ ہے کہ جسکو حقائق اور حالات
موجودات کا بقدر طاقت بشری واقعی علم ہو۔ اگر اوس کو یہ علم نور اشراق سے
بلا اتباع رسول وقت کے حاصل ہے تو وہ اشراقی ہے۔ اور اگر بہ اتباع
نبی وقت حاصل ہے تو وہ صوفی صافی ہے اگر نظر وفکر اور غور واستدلال سے بغیر
اتباع نبی وقت کی حاصل ہے تو وہ مشائی ہے۔ اور اگر بہ اتباع نبی وقت
حاصل ہے تو وہ متکلم ہے۔ پھر ہر ایک فریق کی متعدد فرقے ہین لیکن مسئلہ وجود
مین چند وجوہ کی لحاظ سے میر باقر داماد کی رای سے میرا بھی اتفاق ہے۔ کیونکہ
وجود کے حقیقی معنی وہی ہین جو لفظ وجود سے سب کے نزدیک متبادر ہون اور متبادر
لفظ وجود سے بجز معنی مصدری کی جسکی تفسیر عربی زبان مین صیرورت وکون وثبوت
وحصول۔ اور فارسی زبان مین ہستی وبودن سے کیجاتی ہے۔ کوئی دوسرا امر نہین

اور واجب مین مثل اور صفات واجب کے لاعین ولاغیر ہے اور ممکن مین غیر ذات ممکن ہے۔

اشراقین کا یہ مسلک ہے کہ وجود بمعنی ثانی کلی مشکک ہے جو بکمال و نقصان متفاوت المراتب ہے۔ یعنی کہین واجب کہین ممکن۔ کہین جوہر۔ کہین عرض

حکمای مشائین کا یہ خیال ہے کہ وہ وجود واجب کا عین ذات ہے اور ممکن مین ذات ممکن کا غیر۔

ان کے کئی فریق ہین۔ بعض کہتے ہین کہ ممکن مین وہ ایک بسیط شخصی صفت ہے جو ہر ہر فرد ممکن سے منضم اور بذاتہ متعین ہے۔

اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ وہ ایک متکثر الافراد کلی ہے جس کا ایک ایک فرد ممکن کے ایک ایک فرد سے منضم ہے۔

اور بعض کی یہ رای ہے کہ وہ ایک خاص ارتباط ہے۔ جو ذات ممکن کو ذات واجب کے ساتھ حاصل ہے۔

بعض حکمای متاخرین اور صوفیہ صافیہ کا یہ مشرب ہے کہ وجود واجب ہو یا وجود ممکن۔ ذات واجب ہی ہے۔ لیکن صوفیہ کے بھی دو فریق ہین۔ ایک فریق کہتا ہے کہ مثل وجود موجود بھی واحد حقیقی ہے یعنی بجز ذات واجب کوئی شئی

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اشراقیین کی رای بھی شیخ کی اس رای سے کے
خلاف نہین کیونکہ کہین جوہر کہین عرض کہین واجب بجز اس کے کہ وجود عین
حقائق اشیا ہو کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔ اس لیئے کہ انضمام اور انتزاع اور
جزئیت وجود کے تو وہ قائل نہین ہین۔ پس ہستی و بودن کے معنی واحد و بسیط
مختلف حقائق اور متباین اشیا سے کیونکر بلاتفاوت منتزع ہو سکتے ہین جبتک
منشاء انتزاع بھی سب مین ایک ہی نہو۔[۱]

(شبہۂ دوم)

اگر مشائیہ اور دوسرے متکلمین کی رای کے مطابق وجود بمعنی مابہ الموجودیت
ذات ممکن یا ذات واجب سے منضم یا منتزع مانا جائے تو ضرور ہی انضمام و انتزاع
سے پہلے منضم الیہ کا موجود و متعین ہونا لازم آئیگا کیونکہ معدوم شی سے انضمام
و انتزاع کسی شی کا غیر متصور ہے۔ جب ذات واجب و ذات ممکن منضم الیہ قرار

---

[۱] اگر کہا جائے کہ منشاء انتزاع وہ کلمہ کلی ہے جو مراتب کی اعتبار سے متفاوت اور ذات کی اعتبار سے واحد ہے۔ تو کہا جائیگا کہ ہر اک مرتبہ سے بلاتفاوت ہستی و بودن و امتیاز و تمیز کی معنی انتزاع کیے جا سکتے ہین اگر مراتب متفاوت ہوتی تو کیونکر یہ انتزاع بلاتفاوت متصور ہوتا۔ کیا کوئی شک کر سکتا ہے کہ معنی ہستی و امتیاز زید و عمرو و بکر و انسان و فرس و غنم وغیرہ ہر ایک سے علحدہ علحدہ بلاتفاوت منتزع نہین ہوتی ہرگز نہین تو معلوم ہوا کہ نفس ہستی و بودن کی انتزاع مین تفاوت نہین پس ضرور ہی منشاء انتزاع بھی متفاوت نہوگا اور یہ خلاف مفروض ہے ۱۲

اور وجود کے وہ معنی کہ جسکی مابہ الموجودیت کی ساتھہ تفسیر کیجاتی ہے ایک محض قرار داد امر ہے جسکی کوئی اصل وحقیقت نہین اور اوس کے مان لینے مین بہت سے شبہات وارد ہوتے ہین۔

(شبہہ اول)

اگر شیخ ابوالحسن اشعری کی رای سے کے مطابق وجود بمعنی مذکور ہر موجود کی ذات کا عین مانا جائے تو لازم آئے گا کہ واجب وممکن وممکنات کی درمیان وجود اور تشخص اور ذات کے اعتبار سے کوئی فرق وامتیاز نہو کیونکہ اس رای کے مطابق تینون ایک ہی ہین اس لیئے کہ وجود وتشخص بہم عین ہین یا مساوق اور مساوقت بلاعینیت غیر ممکن ہے۔ کیونکہ مساوقت اس کو کہتے ہین کہ دو امر کسی مرتبہ مین بھی ایکدوسرے سے منفک نہو سکین اور یہ بجز عینیت کے غیر متصور ہے۔ اور وجود تو عین ذات مان ہی لیا گیا ہے پس تشخص بھی مثل وجود ہر ذات موجود کا عین ہی ہوگا تو اس تقدیر پر موجودات کی تمیز ایکدوسرے سے کیونکر متصور ہو سکتی ہے اور ہر ایک کا دوسرے سے تشخص کیوجہہ سے امتیاز کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ منشاء موجودیت وامتیاز سب مین ایک ہی ہے[1]

---

[1] اگر کہا جائے کہ ذوات موجودات متعدد اور باہم متباین اور غیر غیر ہین اور ویسا ہی ذات واجب ذات ممکن پس مین ذات کی اعتبار سے فرق وامتیاز ہوگا اور وہی ذات وجود اور تشخص ہے پس سب مین وجود وتشخص کی جہت سے بھی تمیز ہوگی تو یون جواب دیا جائیگا کہ ہستی وبودن وتمیز جو معنی واحد اور بسیط ہین متباین اشیاء وذوات مختلفہ سے بلا تفاوت کیونکر منتزع ہو سکتے ہین۔ پس ضروری وہ منشاء انتزاع سب اشیاء مین واحد ہی ہوگا اور کل موجودات متفق بحقیقت ہونگی اور یہ صریح محال ہے

مین ثابت ہے کہ علیت و معلولیت وجود ہی کی شان ہے کیونکہ یہ امر ظاہر ہے
کہ بلا وجود کے کوئی شی کیونکر علت و معلول ہوسکتی ہے۔ پس ذات واجب ضروری
قبل اس وجود کے جو معلول ہے اسی وجود کے ساتھہ موجود ہو گی یا وجود آخر کے
ساتھہ جو اس وجود پر مقدم ہے۔ درصورت اول وہی وجود علت ہوگا اور معلول
پس تقدم الشی علی نفسہ لازم آئے گا جس کا نام دور ہے اور درصورت ثانی
وہ وجود آخر بھی وجود اول کیطرح ذات واجب کا مقتضا ہو گا۔ پس ضروری
ذات واجب اس وجود آخر کی بھی علت ہوگی اور اس لحاظ سے کہ علیت اور
معلولیت شان وجود ہے تو ضرور ذات واجب بوجود آخر موجود ہو گی۔ پس
اسی طرح ہر ایک وجود سے وجود آخر سابق ہو گا الی غیر النہایۃ۔ پس قطع نظر اس سے
ایک ذات غیر متناہی وجودات سے موجود ہو جو فی نفسہ محال ہے تسلسل مستحیل بھی لازم آئیگا

(شبہۂ پنجم)

ما بہ الموجودیت سے دو امر مراد ہوسکتے ہین۔ ایک وہ جو مفہوم موجود کا مصداق
اور ہستی و بودن کے انتزاع کا منشا ہو۔ اور دوسرا وہ جو ہستی شی کی علت ہو۔
یہ ظاہر ہے کہ کسی امر انتزاعی کا منشا اوس امر انتزاعی کا عین حقیقت نہین ہوسکتا
ورنہ یہ لازم ہو گا کہ فوقیت اور تحتیت جو سما اور ارض سے منتزع ہوتی ہین سما اور

دی گئی تو اوسکا اور ایک وجود (سوای وجود انضمامی و انتزاعی کے) ہوتا لازم آئیگا۔ اور اس صورت مین پہلا وجود اور تعین (وجود منتزع عنہ یا منضم الیہ) یا تو عین وجود ثانی (وجود انضمامی و انتزاعی) ہوگا یا غیر بر تقدیر اول دور۔ اور بر تقدیر ثانی تسلسل مستحیل لازم آئے گا۔ پس انضمام و انتزاع وجود بھی محال ہوگا۔

(شبہۂ سوم)

اگر وجود کے کوئی دوسرے ایسے معنی مانی جائین کہ جن سے اشیاء کی موجودیت ہو تو ضرور ہی وہ بھی اور اشیاء کی طرح موجود ہون گے کیونکہ جو خود معدوم ہے اوس سے اور اشیاء کا وجود کیونکر متصور ہوسکتا ہے۔ پس اس وجود کی لیے بھی ضرور وجود آخر ہوگا اور اس وجود کے لیے بھی وجود آخر اور اسی طرح سے ہر وجود آخر کے لیے وجود ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک منشاء موجودیت ہے۔ پس ایک دوسری صورت سے تسلسل مستحیل لازم آئے گا۔

(شبہۂ چہارم)

اگر وجود واجب باقتضای ذات واجب ہو جیسے شیخ کے سوا دوسرے متکلمین کا مذہب ہے تو ذات واجب ضرور ہی اوسکی علت ہوگی کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ اقتضاء الشئی للشئی کے معنی سوای علیت و معلولیت کے اور کوئی نہین اور فن امور عامہ

والنار والهوا، والارض والسماء والحیوان والنبات والحجر والمدر والجسم

موجودہ مین مصداق ہستی وموجودیت ومطابق حکم نفس انسان وماء ونار و

ہوا وارض وسماء وغیرہ کے سوا کوئی دوسرا امر نہین ہے۔

جب یہ امر ثابت ہوا کہ حقیقت وجود بجز معنی صیرورت وکون وثبوت وحصول

وہستی وبودن کوئی دوسرا امر نہین ہے تو ضرور ہوا کہ مسئلہ جعل جو تحقیق مذکور پر

مبنی ہے بیان کیا جائے۔ لیکن اول چند مقدمات کی تمہید علاوہ تحقیق مذکور

کے ایک لازمی امر ہے تاکہ ناظرین کو حق وباطل کی تمیز مین کوئی تردد نہو۔

(مقدمۂ اول)

مطلق شی وجود وعدم کے لحاظ سے بحصر عقلی تین قسم مین منحصر ہے۔ واجب[۱]

ممتنع[۲]۔ ممکن[۳] اسطرح کہ عقل سوا ان تین قسمون کے کوئی چوتھی قسم تجویز نہین کر سکتی۔

(دلیل) اس لیئے کہ ذاتی مقتضا شی کا یا وجود ہوگا یا عدم یا نہ وجود ہوگا اور نہ

عدم۔ اول[۱] واجب بالذات دویم[۲] ممتنع بالذات سویم[۳] ممکن بالذات —

(مقدمۂ دویم)

ان تینون سے ہر ایک کا دوسرے کی طرف انقلاب محال ہے اس طرح سے

کہ واجب بالذات ممکن بالذات یا ممتنع بالذات ہو جاوے یا ممکن بالذات

ارض اس فوقیت اور تحتیت کی عین حقیقت ہو جائے بلکہ لازم ہوگا کہ جملہ معروضات اپنے عرضیات اور مبادی عرضیات کے عین حقیقت ہوں مثل کاتب و کتابت وضاحک وضحک وماشی ومشی وحرکت ومتحرک وغیرذلک پس ما بہ الموجودیت بمعنی مذکور اگر موجودیت وصیرورت مصدری کی عین حقیقت ہو تو لازم آئیگا کہ جملہ معروضات اپنے انتزاعیات کی عین حقیقت ہوں اور یہ باطل ہے۔ پس وجود بمعنی ما بہ الموجودیت کا عین وجود (مصدری) ہونا بھی باطل ہے۔ اور امر ثانی بھی باطل ہے۔ کیونکہ ما بہ الموجودیت سے مراد اگر موجودیت شی کی علت ہو تو لازم ہوگا کہ موجودیت واجب کی بھی کوئی علت ہو اور بطلان لازم تو ظاہر ہے ورنہ واجب کا ممکن ہونا لازم ہوگا۔ پس مثل لازم ملزوم بھی باطل ہے۔

ان براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ کے بعد بھی کیا کوئی شک کرسکتا ہے کہ حقیقت وجود (بجز ہستی وبودن کے) کوئی دوسرا امر بھی ہوسکتا ہے۔ اور مصداق حمل موجود ومطابق حکم سوائے نفس قوام وتقرر ذات موجودات کے (خواہ وہ قوام ذات کسی کی تاثیر کا اثر ہو یا بذات خود متجوہر ہو) کوئی دوسری شی بھی ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان دلائل کے ملاحظہ کے بعد کوئی ذی بصیرت اس امر مذکور میں تردد نہیں کرسکتا اگر وہ اپنی بصیرت سے کام لیوے تو بھی یقین کرسکتا ہے کہ الانسان موجود یا الممات

یا بعد العدم طریان وجود (جو موجب تغیر و تبدل ہے) کسی پر مخفی نہین۔ اگر ذاتی مقتضا ان اشیا کا وجود یا عدم ہوتا (جو واجب یا ممتنع کا ذاتی مقتضا ہے) تو حالت طریان وجود یا عدم مین اجتماع وجود و عدم جو باہم نقیضین ہین ضرور ہی لازم آتا۔ بالجملہ انقلاب واجب بالذات یا ممتنع بالذات ممکن بالذات کی طرف (کہ جسکا استحالہ اوپر بیان ہوچکا ہے) لازم آئیگا۔ پس کیونکر ان موجودہ موجودات کو جو محل تغیر ہین واجب بالذات یا ممتنع بالذات تصور کیا جا سکتا ہی۔ پس ثابت ہوا کہ جو شی متغیر ہے گو وہ کسی طرح سے متغیر ہو ممکن بالذات ہی ہوگی۔

(مقدمۂ چہارم)

لفظ امکان کی تعریف سے ظاہر ہے کہ ممکن وہ شی ہی کہ جس کا ذاتی مقتضا نہ وجود ہو نہ عدم اور اوسکی طرف وجود و عدم کی نسبت مساوی ہو پس وہ اپنی ہی ذات سے اوس وقت تک کیونکر موجود یا معدوم ہوسکتا ہے جبتک اوس کے وجود کو اوسکی عدم پر یا عدم کو وجود پر کسی طرف سے ترجیح حاصل نہو بلکہ ممکن کے عدم مین ترجیح کی ضرورت نہین کیونکہ صرف وجود کے مرجح کا نہونا اوس کی عدم کا باعث ہے پس ثابت ہوا کہ وجود ممکن خواہ وہ ممکن ہو یا معدوم بغیر کسی علت مرجح کے غیر ممکن ہے۔

ممتنع بالذات یا واجب بالذات ہوجاوے۔ یا ممتنع بالذات ممکن بالذات
یا واجب بالذات ہوجاوے۔ (دلیل) ان تینوں مواد کی معانی سے
خودہی ظاہر ہے کہ انقلاب مذکور محال ہے۔ کیونکہ جس کا ذاتی مقتضا وجود ہو
اگر اوس کا ذاتی مقتضا عدم بھی ہو اور علی ہذا جسکا ذاتی مقتضا عدم ہو اگر اوسکا
ذاتی مقتضا وجود بھی ہو تو ضرور ہے ایک ہی جہت سے اجتماع وجود و عدم جو
باہم نقیضین ہین لازم آئے گا۔ اور اسی طرح جسکا ذاتی مقتضا عدم ہو یا ذاتی مقتضا
وجود ہو۔ اور پھر اوس کا ذاتی مقتضا کوئی بھی نہو یا جسکا ذاتی مقتضا کوئی بھی نہو
اور پھر اوس کا ذاتی مقتضا وجود ہو یا ذاتی مقتضا عدم ہو تو صدق ایجاب و سلب
ایک ہی جہت سے (جو باہم نقیضین ہین) لازم آئیگا اور بطلان لازم تو ظاہر ہے
پس مثل لازم ملزوم کے بطلان مین بھی کوئی شک نہین۔

(مقدمہ سویم)

یہ موجودہ اشیاء کہ جن کو عالم محسوس و شہادت کہا جاتا ہے تین حال سے
خالی نہین ہوسکتے۔ واجب بالذات یا ممکن بالذات یا ممتنع بالذات کیونکہ مطلق
شی بحصر عقلی ان تین موادین منحصر ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ موجودہ اشیاء واجب
بالذات یا ممتنع بالذات تو نہین ہوسکتے اس لیئے کہ بعد الوجود ان پر طریان عدم

حیز لیس مین ہے وہ لیس آخر کی علت مرجح وجود نہین ہوسکتا۔

(مقدمۂ ششم)

جب یہ امر ثابت ہوا کہ ایک ممکن دوسرے ممکن کے وجود کا مرجح نہین ہوسکتا تو ان ممکنات مجستو وغیرہ کی علت مرجح وجود وہی ذات ہوگی جس کا ذاتی مقتضا وجود ہو یعنی اوس کا وجود بذاتہا مرجح ہو اور اوسی کا نام واجب بالذات ہے اور واجب بالذات کے معنی بھی یہی ہین۔ پس جسقدر عالم امکان ہے خواہ موجود ہو یا معدوم اوس کے وجود کی علت ذات واجب بالذات ہی ہے۔

(مقدمۂ ہفتم)

واجب بالذات کی طرف امکان ہی محتاج کرنیوالا ہے۔ کیونکہ جس شی کی طرف ہست و نیست کی نسبت مساوی ہو ضرور ہی اوسے اپنے قوام ذات مین کسی مرجح کی ضرورت ہوگی جیسے کہ اوپر بیان آچکا ہے اور جس کا ذاتی مقتضا وجود ہو یا عدم اوس کو علت مرجحہ وجود یا عدم کی کوئی ضرورت نہین ہے اور وہ مرجح سے بالذات مستغنی ہوگا۔ پس شی کا ممکن بالذات ہونا ہی اوس کے احتیاج الی الجاعل کی علت موجبہ ہے

(مسئلہ جعل)

جب ثابت ہوا کہ ذات ممکن مخلوق ہے تو ضرور ہے اوس کے خلق کا بھی کوئی طرز

(مقدمہ پنجم)

ایک ممکن دوسرے ممکن کی وجود کی علت مرجحہ نہیں ہو سکتا کیونکہ جس شی کے وجود کو اوس کے عدم پر نہ بذاتہ ترجیح حاصل ہو اور نہ غیر کی طرف سے تو وہ شی کس طرح سے بذاتہ موجود ہو سکتی ہے بلکہ فی نفسہ معدوم ہو گی کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ممکنات مین عدم ہی اصل ہے تو پھر یہ ممکنات ایک دوسرے کے وجود کو اوس کے عدم پر کیونکر ترجیح دیسکتے ہین اس لیئے کہ کسی شی کے عدم پر اوس کے وجود کو ترجیح کے معنی یہ ہین کہ ہر طرح سے اوس کا عدم ناممکن ہو۔ اور وجود شی کی علت کا عدم بھی اس شی کا ایک نحو عدم ہے۔ پس جبتک یہہ نحو عدم بھی محال نہو تو اوس شی کے عدم پر اوس کا وجود کیونکر مرجح ہو سکتا ہے کیونکہ جس سے یہ ترجیح متصور ہے وہ خود بھی نیست و نابود ہے۔

بالجملہ ترجیح وجود کے یہی معنی ہین کہ جسقدر عدم شی کے پہلو ہون وہ غیر ممکن ہو جاوین۔ کیونکہ جبتک کسی طرح کا بھی عدم ممکن ہو گا تو عدم ہی اصل ہو گا۔ کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ممکن مین عدم ہی اصل ہے اور منجملہ اُن اعدام ممکنہ کے ایک علت کا عدم بھی ہے۔ پس جبتک کہ وہ بھی ممتنع نہوے اوس شے معلول کے وجود کو اوس کے عدم پر ترجیح نہین ہو سکتی۔ پس ثابت ہوا کہ جو خود

کہا جاتا ہے - دوسرا انسان وغیرہ کا بدون وجود کے اعتبار جو مرتبہ بشرط لاشئے اور ماہیت مطلقہ اور مجردہ ہے - تیسرا انسان وغیرہ کا یہ اعتبار کہ وہ متصف بالوجود ہے جو مرتبہ بشرط شئی اور طبیعت مخلوطہ ہے -

حکمای اشراقین کا یہ مذہب ہے کہ ممکن موجودین مثل انسان وحیوان وفرس وشجر وحجر ومدر وغیرہ جاعل کی تاثیر کا بالذات اثر نفس انسان وحیوان وفرس وشجر وحجر ومدر وغیرہ ہی ہے جسے ماہیت مرسلہ اور مطلق الشئی کہا جاتا ہے اور وجود اور خلط ماہیت بالوجود جو ماہیت مخلوطہ اور مرتبہ بشرط شئی ہے بالتبع اثر ہین اور اسی کا نام جعل بسیط ہے کیونکہ تاثیر موثر کا بالذات اثر ایک ہی شئی ہے - خواہ بسیط ہو جیسے ما و نار و ہوا و ارض - یا مرکب جیسے حجر و شجر و حیوان و انسان خواہ معنی مستقل ہو جیسے گذرا یا غیر مستقل جیسے معانی حرفیہ -

اور حکمای مشائین کا یہ مذہب ہے کہ تاثیر موثر کا بالذات اثر وہ خلط ماہیت بالوجود ہے کہ جسے ماہیت مخلوطہ و مرتبہ بشرط شئی کہا جاتا ہے - یعنی مثلاً ماہیت انسان و وجود کا جو باہم خلط واقعی ہے وہ بالذات تاثیر فاعل کا اثر ہے اور ماہیت انسان اور وجود بالتبع اثر ہین جیسے رنگریز کپڑا رنگتا ہے تو اوس کے فعل کا بالذات اثر وہ صرف کپڑے کا رنگ کے ساتھہ متصف ہونا ہے -

خاص ہوگا اوس طرز کے بیان مین حکمای اشراقین و مشائین کی رائین مختلف ہین

(بیان محل خلاف)

اس مین کوئی شک نہین کہ موجود ممکن کا خلق ایسے فاعل واجب کی تاثیر ہے جسکا اس موجود مین فی نفس الامر کوئی نہ کوئی اثر ضرور ہوگا اور ظاہر ہے کہ اوس موجود مین تین امر ہین - ایک ذات موجود دوسرا اوس کا وجود تیسرا وجود اور ذات ممکن کا باہمی خلط واقعی کہ جسے اتصاف ماہیت بالوجود بھی کہا جاتا ہے -

یہان پر مقصود کی وضاحت کے لیے ایک اور بات بیان کر دینا بھی ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر شی کے ایک دوسری شی کی نسبت تین اعتبار ہوا کرتے ہین مثلاً ثوب ابیض یا اسود مین ثوب کے بیاض یا سواد کی نسبت تین اعتبار ہین اول نفس ثوب دوسرے ثوب بے بیاض یا بے سواد سوم مع البیاض یا مع السواد اول کو مرتبہ لابشرط شئے دویم کو بشرط لا شئے سویم کو بشرط شی کہا جاتا ہے اور مرتبہ اول کو طبیعت مرسلہ اور مطلق الشی اور ثانی کو طبیعت مطلقہ اور مجردہ اور ثالث کو مخلوطہ بھی کہتے ہین - علی ہذا القیاس انسان موجود و ہوا موجود و نار موجود و حجر موجود و شجر موجود و حیوان موجود و فرس موجود مین بھی تین اعتبار ہین - اول نفس انسان و ہوا و نار و حجر و شجر و حیوان کا اعتبار جسے ماہیت مرسلہ اور مرتبہ لابشرط شے

اور وہ یہ ہے کہ کسی شی کی ذات کا ذات ہونا یا اوس کے اجزا کا جو اوس کے
ذاتیات کہلاتے ہین) ذاتی وجزء ہونا کسی فاعل کی تاثیر سے نہین ہوتا کیونکہ
ذات کا ذات ہونا اور ذاتی کا ذاتی اور جزو کا جز ہونا ایک ضروری امر ہے۔
اگر یون کہا جائے کہ انسان کو انسان یا حیوان یا ناطق کس نے کیا ہی
تو سوال غلط ہوگا کیونکہ انسان بذات خود انسان اور حیوان اور ناطق ہے۔
اگر کسی فاعل کے فعل سے انسان انسان یا حیوان یا ناطق ہو تو لازم آئیگا
کہ انسان اپنی ذات کے مرتبہ مین انسان وحیوان وناطق نہو بلکہ یہہ امر اُس کے
مرتبہ ذات سے متاخر ہو جو غیر کی طرف سے اوس کو حاصل ہوا ہے۔ اور وہ
اپنی ذات مین نہ انسان ہو اور نہ حیوان و نہ ناطق۔ اگر ایسا ہوگا تو وہ انسان ہی
نہوگا۔ کیا یہ ہوسکتا ہی کہ زید مرتبہ ذات مین غیر زید ہو اور انسان غیر انسان۔
پس ثابت ہوا کہ ذات کا ذات اور ذاتی کا ذاتی ہونا بجعل جاعل نہین ہوتا اور
مجعولیت ذاتی غیر ممکن ہے۔
اب ہم بیان کرتے ہین کہ مشاہد موجود ممکن جیسے انسان موجود مین تین امور
ہین۔ اول ماہیت انسان جسے طبیعت مرسلہ و مطلق الشی کہا جاتا ہے دویم
وجود انسان سویم دونون کا باہمی خلط جسے ماہیت مخلوطہ بھی کہتے ہین پس ماہیت

یہ امر مذکور فریقین کا محل نزاع اور متنازع فیہ ہے۔ اب دلائل فریقین کا بیان شروع کیا جاتا ہے۔

مشائین کا یہ دعوی ہے کہ خلط ماہیت بالوجود تاثیر فاعل کا بالذات اثر ہے ان کے حسب ذیل دلائل ہین۔

(دلیل اول)

مقدمہ ششم مین ثابت ہو چکا ہے کہ شی ممکن کو جاعل کی طرف پوری احتیاج دلانے والا صرف اوسی شی کا امکان ہے۔ اور موجہات کی بحث مین ثابت کیا گیا ہے کہ امکان دو شی کی باہمی نسبت کا بالذات وصف ہے۔ پس جو بالذات موصوف بامکان ہے وہی جعل جاعل کا بالذات محتاج ہے اور جو جعل جاعل کا بالذات محتاج ہے وہی اوس کے فعل تاثیر کا بالذات اثر ہے پس خلط ماہیت بالوجود (جو ماہیت اور وجود کی باہمی نسبت اور بالذات متصف بالامکان ہے) وہی تاثیر فاعل کا بالذات اثر ہوگا۔ اور ماہیت و وجود اوس کا بالتبع اثر ہونگی اور جعل مرکب سے یہی مراد ہے۔

(دلیل دوم)

اس دلیل کی تحریر ایک ایسے مقدمہ پر مبنی ہے جس کا بیان ایک ضروری امر ہے

(دلیل سوم)

بدیہی امر ہے کہ کسی شی کے مجعول ہونے مین مجعول اور مجعول الیہ کی مغائرت ضروری ہے ورنہ جعل کا تعلق متصور نہوگا اور یہ اوسی صورت مین ممکن ہے جبکہ جعل کا تعلق خلط بالوجود سے بالذات اور ماہیت و وجود سے بالتبع ہوتا کہ مجعول ومجعول الیہ کی باہمی مغائرت جو تعلق جعل مین ایک لازمی امر ہے حاصل ہو کیونکہ تعلق جعل مین مجعول اور مجعول الیہ کا ہونا ضروری ہے اور ایک ہی شی مجعول اور مجعول الیہ کیونکر ہو سکتی ہے۔ اگر نفس ماہیت یا وجود بالذات جعل کا اثر مانا جاوے تو صرف مجعول ہی حاصل ہوگا نہ مجعول الیہ اور خلط کی صورت مین دونوں ہو سکتے ہین باین طور کہ ماہیت مجعول ہو اور وجود مجعول الیہ اور خلط بالوجود اثر بالذات اور ماہیت و وجود بالتبع۔

دلائل اشراقین بر جعل بسیط

دلیل اول

بحث وجود مین ثابت ہوچکا ہے کہ حقیقت وجود بجز معنی مصدری کے جسکی تفسیر فارسی مین ہستی و بودن اور عربی مین صیرورت وکون وحصول وثبوت وغیرہ کی ساتھہ کیجاتی ہے اور کوئی دوسرا ایسا امر نہین جو ماہیت اشیا سے اس طرح منضم

انسان اگر بالذات تاثیر فاعل کا اثر مانا جاوے تو لازم آئیگا کہ ذات انسان کا ذات انسان ہونا بہ جعل جاعل ہو اور یہ مجعولیت ذاتی ہے کہ جس کا استحالہ مقدمہ ممہدہ مین ثابت ہوچکا ہے۔

اور علی ہذا القیاس اگر وجود کو بھی تاثیر فاعل کا بالذات اثر مانا جاوے تو وجود کا وجود ہونا بھی بہ جعل جاعل ہوگا اور یہ بھی مجعولیت ذاتی ہے کہ جس کا استحالہ بیان ہوچکا ہے کیونکہ وجود بھی مثل انسان ایک ذات ہے۔

علاوہ برین وجود ایک انتزاعی اور اعتباری شی ہی۔ جو بالذات تاثیر فاعل کا اثر نہین ہوسکتا کیونکہ انتزاعیات اور اعتباریات کے جعل جاعل کا اثر ہونیکے معنی یہی ہین کہ اون انتزاعیات واعتباریات کا منشا بالذات اثر ہے نہ وہ بذات خود

پس اگر وجود و ماہیت کا باہمی خلط بھی مثل ماہیت اور وجود جاعل کا بالذات اثر نہ مانا جائے تو ممکن کا جاعل سے بالکلیہ استغنا لازم آجائیگا کہ جس کا استحالہ مقدمہ ششم مین بیان ہوچکا ہے کہ ممکن کا وجود بے جعل جاعل محال ہے۔

پس خلط ماہیت بالوجود یعنی مرتبہ بشرط شی تاثیر جاعل کا بالذات اثر ہوگا اور ماہیت و وجود اثر بالتبع اور جعل مرکب سے مراد یہی ہے۔ پس ممکن مجعول بجعل مرکب ہوگا نہ بہ جعل بسیط۔

کہ اگر نفس ماہیت اشیا منشاء ہستی نہو تو ہستی اشیاء کا نیاب الاغوال ایک
محض اختراعی امر ہوگا۔ پس اوس کے لیئے ضرور ہے منشاء انتزاع کوئی دوسرا
امر ہوگا۔ جو ماہیت اشیاء سے منضم یا منتزع یا مبائن ہو" مگر ایک مبائن
شی کا دوسری مبائن شی کے لیئے منشاء ہستی ہونا ظاہر البطلان ہے کیونکہ زید
کے وجود سے عمرو کو موجود نہین کہا جا سکتا اور انضمام و انتزاع وجود کے لیئے
انضمام و انتزاع سے پہلے منضم الیہ اور منشاء کا وجود ایک واجبی امر ہے۔
پس منضم الیہ اور منشاء کا وجود سابق اس وجود منضم و منتزع کا عین ہوگا یا غیر
بر تقدیر عینیت دور اور بر تقدیر غیریت تسلسل لازم آئیگا۔ تسلسل کی صورت یہہ
ہوگی کہ جب نفس ماہیت اور امر مبائن منشاء انتزاع ہستی نہوا تو ضرور ہے
منشاء ہستی اشیا وہی شق مین منحصر ہوگا۔ منضم ہو یا منتزع اور اس صورت
مین کہ وہ منشاء ہستی منضم یا منتزع ہو ضرور ہے کہ ان کا منضم الیہ اور منشاء
انتزاع بھی موجود ہو پہر اوس منضم الیہ اور منشاء کے وجود کا منشاء بھی منضم ہوگا
یا منتزع۔ علی ہذا القیاس لا انتہاہی امور نفس الامر مین بالترتیب موجود ہو سنگے
جسکا نام تسلسل ہے اور تسلسل مستحیل۔ و دور دونون محال ہین۔ پس ثابت ہوا کہ ہستی
اشیاء کا مصداق و منشاء اونکی نفس ذات ہی ہے نہ کوئی امر منضم و منتزع و مبائن

یا منتزع ہو کہ منشار موجودیت وہستی اشیار اور مفہوم موجود کے حمل کا مصداق
ہو پس مصداق ہستی وموجودیت صرف اشیار کے نفس ذات بلا لحاظ کسی
دوسرے امر کے ہوگی۔ اور وہ مفہوم ومعنی جس کا مصداق حمل ومنشار انتزاع
صرف کسی شی کی نفس ذات ہی ہو تو اس مفہوم کے ساتھہ اوس شی کا اتصاف
اور اوس شی کی ذات کے لیئے اوس مفہوم کا ثبوت بنفسہ واجب وضروری
ہوتا ہے اور جس وصف سے ذات شی کا اتصاف ضروری ولازمی ہو اوس
ذات کے لیئے اوس وصف کا ثبوت مجعول بہ جعل جاعل نہین ہو سکتا کیونکہ
یہ ثبوت بھی مثل ثبوت شی لنفسہ واجب ولازم ہے۔ پس جیسے ثبوت شی لنفسہ کا
بہ جعل جاعل مجعول ہونا غیر ممکن ہے ویسا ہی ماہیت کے لیئے ثبوت کا وجود بھی۔
(جو نفس ذات سے بلا لحاظ کسی دوسرے امر کے منتزع ہے) کسی موثر کی تاثیر
کا بالذات اثر ہونا محال ہوگا۔ پس اتصاف ماہیت بالوجود جو ماہیت کے لیئے
واجب بذاتہ ہے اور نیز وجود جو اعتباری شی ہے کیونکر موثر کی تاثیر کا بالذات
اثر ہو سکتا ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ماہیت من حیث ہی ہے مصداق
ہستی اور وجود نہین ہے جس سے یہ لازم آئے کہ وجود کا ثبوت ماہیت کے لیئے
مثل ثبوت ذاتیات کے واجب ہو اور تاثیر موثر کا محتاج نہو تو یون جواب دیا جائیگا

اور نسبت حملی غیر مستقل بھی کہا جاتا ہے" اس مقام پر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے
کہ انسان کو اس نسبت کے لحاظ سے ماہیت مخلوطہ اور مرتبہ بشرط شی بھی کہتے ہین
پس ان تینون (یعنی انسان و وجود و نسبت باہمی) مین سے کوئی ایک
تاثیر موثر کا بالذات اثر ہوگا - یا تو انسان ہوگا یا وجود جو انسان کی طرف منسوب
ہے - یا مخلوط بالوجود یعنی انسان کی طرف وجود کی نسبت حملی ایجابی "
ظاہر ہے کہ نسبت ایک معنی حرفی غیر مستقل ہے جو بالذات مجعولیت کی قابل
نہین - مگر ہان اوس کا کوئی منشار اور مصداق جو ہیئت ترکیبی مذکور کا مفاد ہے
بالذات مجعول ہوسکتا ہے - علیٰ ہذا القیاس وجود بھی ایک اعتباری شی ہے
جو بالذات اثر ہونیکے قابل نہین بجز اس کے کہ اوس کا بھی منشار انتزاع بالذات
مجعول ہو" پس درحقیقت وہ منشار اور مصداق ہی جعل جاعل کا بالذات
مجعول ہوگا اور وجود و نسبت وجود بالتبع اثر ہون گے"

اور وہ منشار اور مصداق جو ہیئت ترکیبہ مذکورہ کا مفاد ہے یا تو نفس
ماہیت اشیا رہی ہوگی بلا لحاظ کسی دوسری حیثیت کے جیسے انسان و فرس
و غنم و مار و نار و ہوا وغیرہ تو اس صورت مین وہی ماہیت اشیار تاثیر موثر کا
بالذات اثر ہوگی اور وجود و نسبت وجود اوس کا بالتبع اثر اور اسی تاثیر کا نام جعل بسیط ہے

اور جب وجود و اتصاف بالوجود تاثیر مؤثر کا بالذات اثر نہ ٹھہرا تو اس صورت مین اگر ذات اشیا بھی تاثیر موثر کا بالذات اثر نہو تو ممکن بالذات کا جاعل سے مستغنی ہونا لازم آجاے گا جس کا استحالہ مقدمہ چہارم مین بیان ہوچکا ہے کہ ممکن بالذات کی ہستی بے کسی علت مرجحہ کے غیر ممکن ہے۔

پس ثابت ہوا کہ جعل جاعل کا بالذات اثر نفس ماہیت اور ممکنات کی ذات ہی ہوگی۔ اور وجود و اتصاف بالوجود بالتبع اثر ہون گے اور اسیکا نام جعل بسیط ہے شیخ الاشراق نے بھی ایک دلیل جعل بسیط کے ثبوت پر بیان کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وجود و اتصاف بالوجود دونون اعتباری چیزین ہین جو مجعولیت بالذات کے قابل نہین۔ پس ممکن کی ذات ہی تاثیر مؤثر کا بالذات اور وجود و خلط بالوجود بالتبع اثر ہون گے۔ لیکن اس دلیل کا ماحصل بھی اسی دلیل سابق کی طرف عائد ہے۔

دلیل دویم

جب یون کہا جاوے کہ انسان و ما و نار و ہوا و فرس و حجر و شجر و جسم موجود ہین تو ظاہر اس ہیأت ترکیبی مین تین ہی امر ہین۔ ایک انسان وغیرہ جسے ماہیت مرسلہ کہا گیا ہے اور دوسرا وجود اور تیسرا انسان کی طرف وجود کی نسبت جسے خلط بالوجود

پس وہی ماہیت جعل جاعل کا بالذات اثر ہو گی اور وجود و نسبت وجود بالتبع اثر ہوں گے اور یہی جعل بسیط ہے۔

(دلیل سویم)

جعل بسیط کے ثبوت پر میر باقر داماد کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے پاس یہ بات ثابت ہے کہ ممکن کی نفس ذات مصداق و منشار صدق وجود ہے لیکن بحیثیت اسناد الی الجاعل پس ذات ممکن اگر اپنے ذاتی قوام میں جاعل سے مستغنی ہو تو ضرور ثبوت وجود میں بھی (جو نفس صیرورت ذات ہے) اور اتصاف بالوجود میں بھی مستغنی ہو گی جس سے لازم آئے گا کہ ممکن بغیر کسی علت مرجحہ کے موجود ہو جس کا بطلان ظاہر ہے۔"

پس ممکن کی ذات ہی جاعل کیطرف بالذات محتاج ہو گی اور وجود و اتصاف بالوجود بالتبع محتاج ہوں گے اور جو جاعل کی طرف بالذات محتاج ہے وہی جعل جاعل کا بالذات اثر ہے پس ممکن کی ذات ہی تاثیر جاعل کی بالذات اثر ہو گی اور وجود و اتصاف بالوجود اثر بالتبع ہوں گے اور اسی تاثیر کا نام جعل بسیط ہے۔"

یا اوس وجود و نسبت کا منشار نفس ماہیت ہی ہے۔ لیکن اس حیثیت سے کہ وہ جاعل کی طرف مستند ہے یعنی وہ ماہیت مصداق وجود اور نسبت کا منشار انتزاع ہونے مین جاعل کی طرف مستند ہے۔ اور یہ امر ثابت ہے کہ دو شی کی باہمی نسبت ذات طرفین کے قوام کی فرع ہوتی ہے۔ پس جبتک ماہیت کا قوام جاعل کی طرف سے نہو لیگا تو یہ حیثیت اسناد کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ اور چونکہ قوام ذات اور وجود (بمعنی صیرورۃ الذات فی ظرف ما) باہم متلازم ہین لہذا ماہیت کا وجود حیثیت اسناد الی الجاعل سے مقدم ہوگا۔ پس یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ حیثیت مذکورہ متاخرہ وجود ماہیت ونسبت وجود کا مصداق اور منشار انتزاع ہو جائے ''

اگر یون کہا جاوے کہ کسی دوسری حیثیت انضمامی یا انتزاعی کی اعتبار سے وجود و نسبت وجود کا مصداق ماہیت ہی ہے'' تو کہا جائیگا کہ کل حیثیات انضمامی ہون یا انتزاعی وجود و قوام مُحَیَّث سے متاخر ہوا کرتے ہین پس متاخر کیونکر مقدم کا منشار انتزاع اور مصداق ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ کوئی امر سوا نفس ماہیت اشیار کے (جیسے انسان و فرس و غنم و بقر وغیرہ) ہیئت ترکیبی مذکور کا مفاد اور صدق وجود و نسبت وجود کا منشار اور مصداق نہین ہو سکتا

(جواب)

جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ حقیقت وجود بجز ہستی و بودن کے جس کا منشاء انتزاع صرف ذات ممکن ہی ہے (گو استناد الی الجاعل کی ہی حیثیت سے کیون نہو) پس قوام وجود مین جاعل کی احتیاج بعینہ قوام ذات مین جاعل کی احتیاج ہے۔ پھر اگر قوام ذاتی مین ذات ممکن کو جاعل سے استغنا ہوگا تو ضرور ہی وجود و اتصاف بالوجود مین بھی استغنا ہوگا۔ پس اگر ذات ممکن کو قوام ذات مین جاعل سے مستغنی مانا جاوے تو ممکن کا من جمیع الوجوہ جاعل سے استغنا ثابت ہوگا جو محال ہے۔

(دلیل چہارم)

اگر مان لیا جائے کہ خلط ماہیت بالوجود تاثیر موثر کا بالذات اثر ہے جیسے کہ مشائین کا زعم ہے تو اوس کا یہ مطلب ہوگا کہ اس ہیئت ترکیب (یعنی الانسان موجود) کا جو خارج مین مفاد ہے بالذات اثر ہو کیونکہ یہ ترکیب ایک عقلی اعتبار ہے جو ظرف لحاظ ہی مین موجود ہے اس لیئے کہ موضوع و محمول و نسبت حاکیہ اون معقولات ثانیہ سے ہین کہ جن کا وجود صرف ظرف لحاظ ہی مین ہوتا ہے۔ اور اون کا مصداق (جیسے مفہوم انسان و مفہوم موجود اور ایک دوسرے کا

اعتراض بعض اجلہ متاخرین

میر باقر کی اس دلیل پر بعض اجلہ متاخرین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ میر باقر داماد کا یہ صریح قول ہے کہ استناد الی الجاعل کی حیثیت وجود کے مصداق ومنشار صدق مین معتبر نہین ہے۔ بلکہ یہ حیثیت ایک حیثیت تعلیلیہ ہے جو مصداق سے خارج ہے اور مصداق ومنشار صدق وجود اشیار کی نفس ذات ہی ہے پس جیسے جاعل کی طرف ذات ممکن کا استناد قوام ذاتی کی علت بن سکتا ہے ویساہی نفس ذات پر وجود کے صدق کے لیۓ بھی علت ہو سکتا ہے کیونکہ ذات ممکن کو جیسے قوام ذاتی مین جاعل کی ضرورت ہے ویساہی ذات ممکن کو حصول وجود مین بھی جاعل کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ پس اگر ذات ممکن نفس قوام ذات مین جاعل سے مستغنی ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ قوام وجود مین بھی جاعل سے مستغنی ہو۔ پس اگر قوام ذات مین ذات ممکن کو جاعل سے مستغنی مانا جاوے تو جاعل سے ذات کا استغنا من جمیع الوجوہ نہین لازم آتا۔ لہذا اتصاف ماہیت بالوجود جس کو خلط بالوجود بھی کہا جاتا ہے جعل جاعل کا بالذات اثر کیون نہ مانا جاوے“

خارج مین مصداق مانا جاوے۔ پس ثابت ہوا کہ ہیئت ترکیبی مذکور کا مفاد
فی الخارج بجز نفس ذات انسان کوئی دوسرا ایسا امر نہین ہے جو حکایت
مذکور کی صحت کا منشا رہو پس وہی ذات انسان و نفس ماہیت مرسلہ جاعل
کی بالذات اثر ہو گی اور وجود و اتصاف بالوجود بالتبع اثر ہونگی اور یہی جعل بسیط ہے

(دلیل پنجم)

اگر جعل مرکب مان بھی لیا جاوے تو بھی جعل بسیط کا ماننا لازم آتا ہے کیونکہ
جعل مرکب کے معنی تو یہی ہین کہ خلط بالوجود جعل کا بالذات اثر ہو اور خلط و
اتصاف بالوجود بھی اور ماہیات کی جیسی ایک ماہیت ہے۔ پس اس صورت
مین بھی ماہیت ہی جعل جاعل کا بالذات اثر ہو گی اور یہی جعل بسیط ہے"
اگر کہا جاوے کہ یہہ ماہیت بالذات اثر نہین ہے بلکہ اس ماہیت کا اتصاف
بالوجود جاعل کا بالذات اثر ہے"
تو کہا جاویگا کہ یہہ اتصاف بھی ایک ماہیت ہے جو بالذات جعل کا اثر ہے
اس صورت مین یا تسلسل لازم آئیگا یا جعل بسیط پر انتہا ہو گی۔ اول بالبداہت
محال ہے پس ثانی حق ثابت ہوا"

باہمی ربط جو متصف بالموضوعیت والمحمولیۃ والرابطیۃ ہین) لحاظ ذہن ہی مین ہوا کرتا ہے نہ خارج مین پس اس ذہنی ترکیب کا کوئی جزو بھی جس کا وجود صرف ظرف لحاظ ہی مین ہے کیونکر جاعل کا بالذات اثر مانا جاسکتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ انسان تو خارج مین متصف بالوجود ہے پس کیونکر جاعل کا بالذات اثر نہ ہوگا تو کہا جائیگا کہ یہان پر دو امر ہین ایک یہ کہ خارج مین کسی شی کا اتصاف کسی وصف کے ساتھ ہو جیسے سما وارض کا اتصاف وصف فوقیت وتحتیت سے۔ اور دوسرا کسی وصف کے ساتھ شی کا اتصاف خارج مین موجود بھی ہو جیسے بیاض وسواد سے اتصاف ثوب۔ اتصاف کی پہلی قسم کو وجود فی الخارج لازم نہین صرف وجود موصوف خارج مین کافی ہے۔ اور اتصاف کی قسم ثانی کو خارج مین موجودیت لازم ہے۔ اور اتصاف انسان بالوجود از قسم اول ہے نہ از قسم ثانی کیونکہ وجود مثل فوقیت وتحتیت ایک مصدری انتزاعی اعتباری معنی ہین۔ پس انسان کا اتصاف بالوجود گو بذاتہ فی الخارج ہے لیکن یہ اتصاف موجود فی الخارج نہین ہے اور جعل جاعل کے اثر بالذات کو موجود عینی ہونا لازم ہے۔ اور وجود کے ساتھ اتصاف انسان موجود عینی نہین ہے تا کہ اس اتصاف کو جاعل کا بالذات اثر اور ہیئت ترکیبی مذکور کا

اعتراضات وجوابات فریقین بیان نہین کیئے گئے۔ اگرچہ دلائل فریقین کے ملاحظہ سے ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دیجاسکتی ہے لیکن ایک تھوڑا سا عام فہم بیان کہ جس سے سب ذوی الافہام پر ترجیح ظاہر ہو مناسب سمجھا جاتا ہے"

(بیان ترجیح)

حقیت جعل بسیط پر کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت ہی نہین۔ کیونکہ امر حق کی تصدیق کرنے مین کسی کو بھی تردد نہین ہوتا۔ اگر کسی سفیہ اور عام شخص سے بھی استفسار کیا جاوے کہ مخلوق بالذات کیا چیز ہے۔ تو وہ بلا تردد کہدیگا کہ انسان وفرس وحیوان وماء ونار وہوا وشجر وحجر وجسم وغیرہ۔ اگر کوئی اوس سے اس تصدیق کو زائل کرنا چاہے تو ہرگز زائل نہین ہوگی اور اگر اوس سے کہا جائے کہ ماء ونار وہوا کا اتصاف بالوجود مخلوق بالذات ہے تو وہ اس طرف ملتفت بھی نہوگا۔ گو کہ بڑی سے بڑی دلیل بھی اتصاف بالوجود کے مخلوق بالذات ہونے پر اوس کے روبرو کیون نہ قائم کیجائے کیونکہ متبادر اسماء اجناس سے طبائع مرسلہ ہی ہوتے ہین۔ جب لفظ انسان وہوا وماء ونار وحیوان وشجر وحجر بولا جائے تو اول نفس ماہیت انسان وہوا ونار وغیرہ کی طرف

(تردید دلیل)

یہ ایک لفظی بحث ہے استدلال نہیں ہے کیونکہ اس کا مآل یہ ہے کہ کسی ماہیت بسیطہ یا مرکبہ یا مستقلہ وغیر مستقلہ کے اتصاف بالوجود کو بھی ماہیت کہا جاتا ہے یا نہیں یعنی مارونار وہوا وانسان وفرس ومعنی حرفی کے اتصاف بالوجود پر لفظ ماہیت کا اطلاق کیا جا سکتا ہے یا نہیں اس صورت مین نزاع فریقین لفظی ہو گی جسکا کوئی ثمرہ نہین بلکہ نزاع اس امر مین ہے کہ اتصاف مذکور جاعل کا بالذات اثر ہے یا اوس کا موصوف بسیطہ ہو (جیسے مارونار وہوا وغیرہ۔ یا مرکب (جیسے شجر وحجر) یا مستقل (جیسے انسان وغیرہ) یا معنی حرفی (جیسے معنی من والی وغیرہ) اور اتصاف بالوجود بالتبع اثر ہے اور دلیل مذکور سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ موصوف ہی جاعل کا بالذات اثر ہے نہ اتصاف بالوجود۔ بلکہ دلیل اس امر کی مثبت ہے کہ اتصاف بالوجود جاعل کا بالذات اثر تو ہے لیکن وہ بھی ایک ماہیت ہی ہے حالانکہ اس کے ماہیت ہونے مین کسی نے بھی خلاف نہین کیا۔ بلکہ اختلاف اس امر مین ہے کہ اتصاف بالوجود ہی (خواہ اسے ماہیت کہا جائے یا نہین) بالذات اثر ہی یا اسکا موصوف

یہانتک بخوف اطناب صرف بیان دلائل فریقین پر اکتفا کیا گیا اور

بیان وجود کلی طبعی

حکماء کا اس امر مین اختلاف ہے کہ کلی طبعی خارج مین موجود ہے یا نہین۔
ہم قبل اس سے کہ خارج مین وجود کلی طبعی کا ثبوت یا عدم ثبوت بیان کرین اسکے
متعلق چند ایسے امور بیان کرتے ہین جن سے مطلب اصلی بخوبی واضح ہوجائے

(امر اول)

منطقیین کی اصطلاح مین کلی وہ مفہوم ہے کہ جس کا مجرد تصور تجویز کثرت سے
مانع نہو گو اوس کثرت کا وجود فی نفسہا ممکن ہو یا غیر ممکن موجود ہو یا غیر موجود۔
جیسے انسان و فرس و عنقا و لاشی و لاممکن و لاموجود و لامتکثر کیونکہ ان مفہومات
کا مجرد تصور تجویز کثرت سے ہرگز مانع نہین ہے گو واقع کے اعتبار سے بعض
مین تجویز کثرت غیر ممکن ہو جیسے لاشی و لاممکن و لامتکثر و لاموجود و شریک الباری وغیرہ

امر دویم

ہر معنی کلی اوس کثرت مجوزہ کی نسبت۔ عین حقیقت ہوگا یا جزو حقیقت یا نہ جزو
و نہ عین بلکہ ایک خارجی وصف ہوگا اور جزو بھی مختلف حقیقتون مین تمام مشترک
ہوگا یا نہوگا اور علی ہذا القیاس وصف خارجی بھی ایک ہی حقیقت کے ساتھ
مختص ہوگا۔ یا بہت سے حقائق کو شامل ہوگا۔ پس وہ معنی کلی کثرت مجوزہ

جوان اسمار کے حقیقی معنی مین ذہن منتقل ہوگا۔ اگر کوئی کہدے کہ اللہ خلق الارض
والسمار والہوار والنار والمار تو ہر شخص کے ذہن مین یہی آئے گا کہ اوس نے
ذات ارض وسمار وہوا ونار ومار کو پیدا کیا ہے اور یہہ کسی کے خیال مین بھی
نہ آئے گا کہ اوس نے ان اشیار کو مخلوط بالوجود کیا ہے۔ پس نفس ماہیت و ذات
شی کا بالذات اثر ہونا (کہ جسے جعل بسیط کہا جاتا ہے) نہایت ہی جلی و واضح ہے"

(وجہ دویم حقیت جعل بسیط)

جب یہ امر بحث وجود مین ثابت ہو چکا کہ وجود کی حقیقت سوای ہستی و بودن
کے کوئی اور چیز نہین ہے اور تشخص اوسکا عین ہے یا مساوق اور مساوقت بھی
بجز عینیت کے متصور نہین ہوسکتی جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے پس وجود و تشخص
کے ساتھہ ماہیت کا اتصاف صرف اعتبار عقلی انتزاعی ہوگا۔ لہذا خارج مین بجز
ذوات ممکنہ کے کوئی دوسرا امر موجود نہوگا اگر ماہیت اشیا کو بالذات اثر نہ مانا جائے
(جو امر عینی ہے) اور وجود و اتصاف بالوجود کو بالذات اثر مانا جائے جو ایک اعتبار
عقلی ہے) تو ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح لازم آئے گی"

وفرس وحیوان وکاتب و عالم وجاہل) کیونکہ مجرد تصور انسان مثلاً کہہ سکتے ہین کہ زید وعمرو وخالد انسان ہین پس کلی کا ذاتی یا عرضی ہونا حمل بالمواطات کے ہی لحاظ سے ہوگا —

(امر چہارم)

کلی کو مفہوم مذکور کے لحاظ سے کلی منطقی کہتے ہین اور موصوف کے اعتبار سے کلی طبعی (مثل انسان وحیوان وکاتب وناطق وماشی وغیرہ جن کو وصف کلیۃ لحاظ ذہن مین عارض ہوتی ہے) اور مجموعہ موصوف وصفت کو (مثل انسان کلی وحیوان کلی وغیرہ) کلی عقلی کہا جاتا ہے اور افراد کے لحاظ سے کلی طبعی ہی ذاتی وعرضی ہوا کرتی ہے —

(امر پنجم)

(بیان محل اختلاف)

ان مذکورہ بالا کلیون مین سے کلی طبعی ذاتی مین (مثل انسان وفرس وحیوان وجسم وناطق وحساس ونامی وغیرہ) حکماء کا اس بارے مین باہم اختلاف ہے کہ وہ خارج مین موجود ہے یا نہین — باقی کلی عرضی ومنطقی وعقلی کی بارے مین سبکا اتفاق ہے کہ یہہ خارج مین موجود نہین ہوسکتین کیونکہ عرضی ایک اشتقاقی

کی نسبت اگر عین حقیقت سے ہے (مثل انسان و فرس و غنم و فیل و اسد)
تو اوسے نوع کہا جاتا ہے اور اگر جزو حقیقت تمام مشترک ہے تو وہ جنس ہے
(مثل حیوان و جسم نامی و جسم) اور اگر تمام مشترک نہین ہے تو وہ فصل ہے
(مثل ناطق و حساس و نامی و قابل ابعاد) ان تینون کو ذاتیات کہتے ہین ''
اور اگر وصف خارجی ایک ہی حقیقت کے ساتھہ مختص ہے تو وہ خاصہ ہے
(جیسے کاتب اور ضاحک) اور اگر ایک ہی حقیقت کے ساتھہ مختص نہین ہے
تو وہ عرض عام ہے (جیسے ماشی انسان کی نسبت) ان آخر کے دونون
کلیّون کو عرضیات کہا جاتا ہے ''

(امر سویم)

ایک شئی پر دوسری شئی کا صدق دو طور سے ہوتا ہے - بالواسطہ (جیسے زید
ذو کتابت و ذو مال و علیہ ثوب و فیہ علم) اور اوس کو حمل بالاشتقاق کہتے ہین
دوسرا بلا واسطہ (جیسے زید کاتب و عالم و انسان و حیوان و ماش و متحرک و ساکن)
اور اوس کو حمل بالمواطات کہتے ہین - ہر مفہوم کے کلّی ہونے مین قسم ثانی ہی
معتبر ہے - یعنی ہر مفہوم کو کثرت مجوزہ کی نسبت کلی اوس صورت مین کہا جائیگا
جبکہ عقل اوس مفہوم کا صدق اوس کثرت پر بلا واسطہ تجویز کرسکے (مثل انسان

(بیان رای منکرین)

جو فریق طبایع مرسلہ یعنے (کلی طبعی) کے وجود فی الخارج کا انکار کرتا ہی اوس کا بیان یہ ہے کہ ظرف خارج مین بجز ہویات بسیطہ کے (جنہین تشخصات وجودات و ہویات کہا جاتا ہے جیسے زید و عمرو و بکر و خالد و دیگر محسوسات) کوئی دوسرا امر موجود نہین ہے اور کلیات (جیسے انسان و فرس و غنم و حیوان و جسم و جوہر) منتزعات عقلیہ ہین جن کو عقل انسانی تشخصات بسیطہ سے انتزاع کرکے اونہین ہویات بسیطہ پر بالمواطات محمول کرتی ہے۔ پس طبایع مرسلہ اس رای کے مطابق محض امور انتزاعیہ ہین"

(اقوی دلیل منکرین)

اگر کلی طبعی (مثل انسان و حیوان و جسم وغیرہ) خارج مین موجود ہو تو عین شخص ہوگی۔ کیونکہ شخص اس صورت مین وہی کلی متشخص ہے۔ پس ضرور ہے ہر شخص اوس کلی کا عین ہوگا اور وہ کلی ہر شخص کی عین۔ پس اشخاص مین باہم تمیز نہوگی اور یہہ صریح محال ہے۔ مثلاً اگر انسان موجود فی الخارج ہو تو عین زید ہوگا اور زید عین انسان اور انسان عین عمرو اور عمرو عین انسان اور انسان عین بکر ہوگا۔ پس لازم آئے گا کہ زید عین عمرو اور عمرو عین بکر ہو اور زید و عمرو و بکر مین

مفہوم سے ہے جو اعتبار عقل پر موقوف ہے پس وہ خارج مین کیونکر موجود ہوسکتا ہے۔ اور کلی منطقی ایک وصف اعتباری ہے جس کے ساتھ کوئی مفہوم بجز بلحاظ ذہن کے متصف نہین ہوسکتا۔ لہذا اوس کو معقولات ثانیہ سے (جن کا ظرف عروض لحاظ ذہن ہی ہوا کرتا ہے) شمار کیا جاتا ہے۔ اور کلی عقلی کی ترکیب عقلی ہے۔ پس مرکب عقلی کہ جسکی ترکیب اعتبار عقل ہی پر موقوف ہے خارج مین کیونکر موجود ہوسکتا ہے۔ غرضکہ صرف کلی ذاتی (مثل انسان وحیوان وجسم وجوہر وکیف وکم واین ومتی ووضع واضافت وجدہ وفعل وانفعال وغیرہ) مین اختلاف ہے کہ یہ خارج مین موجود ہے یا نہین۔"

امر ششم

(بیان اختلاف رائے)

فلاسفہ کی ایک چھوٹی سی گروہ (جن کو فلاسفہ کہنا چندان مناسب نہوگا مثل شارح مطالع وغیرہ) کی یہ رای ہے کہ کلی طبعی خارج مین موجود نہین ہے اور میر سید شریف کی بھی پہلے یہی رای تھی لیکن آخر مین اس سے رجوع کیا اور اوس کے وجود فی الخارج کی تصدیق کی۔ باقی فلاسفہ کا اوس کے وجود فی الخارج پر اتفاق ہے۔

خالی نہوگا۔ یا تو امور زائدہ سے مجرد ہوگا یا نہوگا۔ درصورت اولی اجب وجود
کسی شی کا بھی بلا تشخص ممکن نہین تو ضروری وہ کلی طبعی بغیر امور زائدہ کی
متعین و متشخص ہوگی۔ پس لازم آئے گا کہ ایک شخص معین ایک ہی آن مین
امکنہ متعددہ مین موجود اور اوصاف متضادہ سے موصوف ہو کیونکہ انسان
و مارو نار وہوا ایک ہی آن مین شرق و غرب و جنوب و شمال مین موجود ہین
اگر یہہ ایک ہی شخص معین ہوتا تو ایک ہی آن مین امکنہ متعددہ مین کیونکر موجود
ہوسکتا۔ اور انسان مثلاً جواد و بخیل و عالم و جاہل و واحد و کثیر ہی اگر ایک
معین شخص ہوتا تو ایک ہی آن مین ان صفات متضادہ سے کیونکر موصوف
ہوسکتا۔ پس ثابت ہوا کہ کلی طبعی زوائد سے مجرد ہوکر خارج مین موجود نہین ہو سکتی
درصورت ثانیہ اگر خارج مین امور زائدہ کے ساتھہ موجود ہو تو دونون
ایک ہی وجود سے موجود ہون گے یا نہین درصورت اولی عرض واحد شخص کا
(جو وجود ہے) دو محل سے قائم ہونا لازم آئے گا۔ اور یہہ محال ہے۔ اور
درصورت ثانیہ لازم ہوگا کہ شخص زید کلی طبعی اور امر زائد سے (جو تشخص ہے)
مرکب ہو اور کلی طبعی جز و شخص ہو اور کل و جز دو ہونے کی وجہہ سے کلی طبعی کا
حمل شخص پر ناممکن ہو حالانکہ وہ شخص کلی طبعی کا فرد ہے جس پر کلی مذکور کا محمول

کسی طرح کی تمیز باقی نہ رہے۔ اس لیئے کہ کسی شی کے عین کا عین بھی اوس شی کا عین ہوتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ کلی طبعی فی الخارج موجود ہونے کی صورت مین ضرور نہین کہ عین تشخص ہو کیونکہ ممکن ہے کہ جزو تشخص ہو یا خارج از تشخص تو کہا جائیگا کہ کلی طبعی کا حمل جزویت کی صورت مین اوس تشخص پر بالمواطات ممکن نہوگا کیونکہ جزو کل پر محمول نہین ہوتا ہے۔ پس اس وقت کُلّی طبعی کلّی نہوگی۔ اور خارج از تشخص ہونے کی صورت مین کلی طبعی ذاتی نہ رہے گی بلکہ عرضی ہوگی (جو خارج از حقیقت افراد ہے اور اوس کے خارج مین موجود ہونیکا احتمال بھی نہین ہے) مثلاً انسان اگر جزو زید ہو یا خارج از ذات زید ہو تو درصورت اول کلّ وجزو ہونے کی وجہہ سے زید پر بالمواطات محمول نہوگا۔ پس بہ نسبت زید کے کلی ہی نہوگا۔ اور درصورت ثانیہ زید وعمرو کی بہ نسبت کلی ذاتی نہوگا۔ بلکہ عرضی ہوگا (جس کا خارج مین موجود ہونا ممکن نہین) حالانکہ انسان کا وجود فی الخارج فرض کر لیا گیا ہے اور یہ خلاف مفروض ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ کلی طبعی کا وجود فی الخارج محال ہے۔

(بعبارت اُخریٰ)

وجود کلی طبعی (مثل انسان وفرس وحیوان وجسم وجوہر وغیرہ) خارج مین دو حال سے

کہ وہ ہذا کا مشارٌ الیہ ہے - پہراس سے مفہوم تشخص انتزاع کرتی ہے -
اور اسی لیئے تشخصات کو ہذیات کہا جاتا ہے - پس فرق درمیان نوع و تشخص
کے جنس و فصل کی طرح اعتباری ہوگا - اور فریق محققین کی یہہ رای ہے
کہ تشخص و تعین ماہیات اشیار سے مباین ہے اور موجود فی الخارج نہین
بلکہ مثل وجود ایک عقلی اعتبار ہے اور دونون (یعنی وجود و تشخص) مصدری
و انتزاعی معنی اور اعتبار عقل پر موقوف ہین اور درحقیقت اوعیہ و ظروف مین
ماہیات اشیار کا متعین کرنے والا جاعل ہے اور مختلف جعول کی تعلق سے
ہر ایک ماہیت کے مراتب کثیرہ اس طرح سے متعین ہوتے ہین کہ ہر ایک مرتبہ
بلحاظ اثر دوسرے سے مباین ہوتا ہے اور یہی مراتب اوس ماہیت کے افراد
و اشخاص کہلاتے ہین - مثلاً زید و عمرو و بکر و خالد و ولید وغیرہ جو اشخاص و افراد انسان
ہین مختلف جعول کے تعلق کی وجہہ سے انسان ہی کی مراتب ہین اور ہر ایک
اپنے خواص و آثار کے اعتبار سے دوسرے سے مباین ہے - اور وہی
ماہیت انسان ہر ایک مرتبہ کے لحاظ سے متعین اور نفس ذات کی لحاظ سے
مبہم اور سب مراتب مین مشترک ہے -

بالمواطات ہونا لازم ہے - پس ثابت ہوا کہ کلی طبعی کا وجود فی الخارج ناممکن ہے

قبل اس سے کہ کلی طبعی کے وجود فی الخارج پر ادلہ ثبوت بیان کیے جاوین اونکی وضاحت کے لیے چند امر کا ذکر ضروری ہے "

(امر اول)

جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ کلی طبعی (مثل انسان وغیرہ) موجود فی الاعیان ہے (جیسے شیخ بوعلی اور دوسرے محققین) اون کے تین فریق ہین ایک فریق کا یہہ خیال ہے کہ تشخص ماہیات ایک ایسا امر ہے جو اون ماہیات سے منضم اور خود بذاتہ متعین ہے - اور اوسے کسی اور تعین کی ضرورت نہین - پس کلی طبعی کو اس قسم کے تعینات کثیرہ لاحق ہو سکتے ہین - اور ایک فریق کا یہہ خیال ہے کہ ماہیت اور تشخص جنس وفصل کیطرح دونون متحد الذات ہین پس جیسے حیوان وناطق مرتبہ ذات انسان مین ایک ہی ذات ہین ویسا ہی انسان وتشخص مرتبہ ذات زید مین ایکہی ذات ہین اور جیسے کہ عقل ذات انسان سے تحلیل ذہنی دو امر استنباط کرتی ہے ایک جنس مثل مفہوم حیوان) دوسرا فصل مثل مفہوم ناطق علی ہذا ذات زید سے بھی دو امر استنباط کرتی ہے ایک مفہوم انسان (جسے نوع کہا جاتا ہے اور دوسرے مفہوم تشخص اس طور پر کہ ذات زید کو عقل کبھی مبہم خیال کرتی ہے اور اوسی انسان سمجھتی اور کبھی بالخصوصیتہ اس طرح سے خیال کرتی ہے

(ادلۂ مثبتین)

زید موجود مین چار امور ہین - ماہیت[1] زید وجود[2] زید تشخص[3] زید اتصاف[4] ماہیت بالوجود اوپر بیان ہو چکا ہے کہ وجود صرف معنی مصدری انتزاعی ہے (جو اعتبار عقل پر موقوف ہے) اور علی ہذا القیاس تشخص بھی اس لیے کہ اگر تشخص خارج مین موجود ہو تو زید کا تشخص مثلاً زید کا جزو خارجی ہوگا یا جزو ذہنی یا عین حقیقت یا مبائن یا منضم یا منتزع ہو درصورت اول ماہیت زید (جیسے انسان) جزو خارجی ہوگی کیونکہ مرکب طبعی کے بعض اجزار کا خارجی اور بعض کا ذہنی ہونا غیر متصور ہے پس ماہیت زید کا حمل مثل تشخص زید پر ناممکن ہوگا حالانکہ وہ ماہیت اپنے اشخاص کی نسبت (جیسے زید وعمرو وبکر وغیرہ) نوع ہے جسکا حمل اون پر واجب ہے - اور درصورت ثانی تشخص زید مرتبہ ذات مین مثل ماہیت انسان ذات زید کا عین ہوگا - پس ضروری اوس پر مثل انسان بحمل ذاتی محمول ہوگا کیونکہ ہر ایک زید کا ذہنی جزو ہی اور ذہنی اجزار باہم متحد الذات ہوتے ہین پس ہر شخص انسان کا تشخص انسان سے متحد الذات ہوگا اور اسی طرح انسان بھی ہر شخص کے تشخص سے متحد الذات ہوگا - جس سے لازم آتا ہے کہ جملہ شخصی انسانی تشخص اور ذات اور وجود کے لحاظ سے متحد ہون اور کوئی ایک

(امر دویم)

وہ مرکب جسکی ترکیب کسی کی صنعت واعتبار پر موقوف نہو مرکب طبعی بولا جاتا ہے
اور مرکب طبعی کے اجزار دو قسم ہین۔ ایک وہ جن پر کُل اور وہ کل پر اور
باہم ایک دوسرے پر محمول بالمواطات ہون (جیسے حیوان وناطق انسان
کی نسبت) کہ حیوان کو ناطق وانسان اور ناطق کو انسان وحیوان کہا جاسکتا ہے
اور اس قسم کے اجزا کو ذہنی وعقلی کہتے ہین " دوسرے وہ کہ نہ جن پر کُل
اور نہ وہ کُل پر اور نہ باہم ایک دوسرے پر محمول بالمواطات ہون (جیسے
ہیولی وصورت بہ نسبت جسم طبعی کے) اور اس قسم کی اجزا اجزای خارجیہ کہلاتی ہین"

(امر سویم)

کسی شی کی ترکیب طبعی جزو خارجی وذہنی سے مل کر غیر ممکن ہے کیونکہ کسی ایک
جزو کے ذہنی یا خارجی ہونے کو لازم ہے کہ دوسرا جزو بھی ذہنی یا خارجی ہو تاکہ
اجزای ذہنیہ ہونے کی صورت مین حمل بالمواطات صحیح ہو ورنہ جزو ذہنی جزو
ذہنی نہ رہے گا۔ اور اجزای خارجیہ ہونے کی حالت مین حمل بالمواطاۃ ناممکن ہو
ورنہ جزو خارجی جزو خارجی نہ رہے گا۔ پس ترکیب طبعی یا تو صرف اجزاے
خارجیہ ہی سے ہوگی یا صرف اجزای ذہنیہ سے"

وتشخص وہ بھی ایک اعتبار عقلی ہے جسکا خارج مین وجود نہین پس خارج مین سوای ماہیات کے (جیسے انسان وفرس وغنم ونار ومار وہوا وغیرہ) کوئی دوسرا امر موجود نہین اور انہین طبائع مرسلہ کو کلی طبعی کہتے ہین ؎

دلیل دویم

اگر مطلق ماہیت (جیسے انسان وفرس وغنم ومار ونار وغیرہ) فی الخارج موجود نہون بلکہ صرف تعینات وتشخصات خاصہ ہی خارج مین موجود ہون تو ضرور ہی تشخص وتعین عین اشخاص ہوگا (جو خارج مین موجود ہین) پس وہ اشخاص خارج مین بذاتہا متقرر وموجود بھی ہون گے اور بذاتہا ایک دوسرے سے ممتاز بھی ہون گے۔ کیونکہ جب تک کوئی شئی موجود ومتقوم نہوے اپنے اغیار سے ممتاز نہین ہوسکتی۔ اور جو شئی بذاتہ موجود اور متقوم اور ممتاز ہو وہ واجب بالذات ہے۔ پس لازم آئیگا کہ وہ اشخاص بھی واجب بالذات ہون جس سے ممکن کا واجب بالذات ہونا لازم آتا ہے جو صریح محال ہے اور تشخص کا جزو شخص یا منضم یا منتزع یا مبائن ہونا اوپر باطل ہوچکا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بجز ماہیات اشیار کوئی دوسرا امر موجود فی الاعیان نہین ہے اور یہی ماہیات باختلاف تعلق جعول بمراتب مختلفہ (جنہین اشخاص ماہیت کہا جاتا ہے) مختلف

دوسرے سے ممتاز نہو اور یہہ بداہتاً محال ہے"

درصورت ثالث بھی تشخص ہر فرد انسان کا مثلاً عین شخص ہوگا — (جو عین انسان ہے) کیونکہ انسان ہر شخص کی پوری حقیقت ہے جس سے لازم آتا ہے کہ جملہ اشخاص باہم عین اور ایک دوسرے سے غیر ممتاز ہوں اور یہہ بھی ضرورۃً محال ہے"

اور درصورت رابع لازم آئے گا کہ ایک مباین کا مشتق دوسرے مباین پر محمول ہو کیونکہ تشخص کا مشتق (یعنی متشخص) زید پر محمول ہوتا ہے اگر تشخص زید سے مباین ہوتا تو متشخص وشخص (جو تشخص سے ماخوذ ہیں) زید پر کیونکر محمول ہو سکتے۔

درصورت خامس وسادس ظاہر ہے کہ انضمام وانتزاع ایک شی کا دوسری شی سے جب تک کہ وہ دوسری شی انضمام وانتزاع سے پہلے موجود نہو عقل کیونکر تجویز کرسکتی ہے پھر وجود وتعین سابق اس وجود منضم ومنتزع کا عین ہوگا یا غیر۔ درصورت اول دور اور درصورت ثانی تسلسل مستحیل لازم آئیگا پس ثابت ہوا کہ تشخص بھی مثل وجود ایک عقلی اعتبار ہے جس کا خارج میں وجود نہیں اور اتصاف بالوجود (جو ماہیت ووجود کی باہمی نسبت ہے) مثل وجود

لکہا جاتا ہے۔

کلی طبعی کا وجود فی الخارج ایسا جلی امر ہے جس مین کسی کو بہی تردّد نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایک ان پڑہ سے بہی دریافت کیا جائے کہ تو کیا کہاتا ہی اور کیا پیتا ہے، اور کیا اوڑہتا ہے، اور کیا دیکہتا ہے۔ تو وہ یہی جواب دیگا کہانا کہاتا ہون، پانی پیتا ہون، کپڑا پہنتا ہون، انسان۔ فرس، غنم، مار، نار، لون، شکل، روشنی وغیرہ کو دیکہتا ہون۔ اگر یہہ امور بذاتہا خارج مین موجود نہوتے تو کس شی کی نسبت ان آثار خارجیہ کا ترتب بیان کیا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہہ امور سوای طبائع مرسلہ کے کوئی دوسری چیز نہین ہین کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اسمای اجناس عند الاطلاق طبائع مرسلہ ہی متبادر ہوتے ہین اور انہین طبائع کو کلی طبعی کہا جاتا ہے

اگر ایک بچہ سے جسے انتزاع کی استعداد بہی حاصل نہو دریافت کیا جائے کہ تجہی کیا محسوس ہوتا ہی تو وہ بلا تردد کہیگا کہ روشنی والوان واشکال وانسان وحجر وشجر ومدر وغیرہ۔ اگر یہہ امور بذاتہا خارج مین موجود نہین ہین تو وہ کونسی چیزین ہین جو اس سے محسوس ہوتی ہین۔ پس یہہ موجودہ اشیاء (جیسے ضوء ولون و شکل وسیاہی وسپیدی وحجر وشجر ومدر وماء ونار وہوا وارض وفلک وانجم وغیرہا

ومتکثر ہوتے ہین پس ہر ماہیت اپنے اشخاص کی عین ہوگی اور ہر ایک مرتبہ (جو شخص ہے) دوسرے مرتبہ سے بذاتہا ممتاز ہوگا۔ ہذا ہو المطلوب "

(دلیل سویم)

اوایل فن طبعی مین ثابت ہوچکا ہے کہ جسم مفرد فی ذاتہ متصل ہے اور اجزای لایتجزی سے مرکب نہین پس جسم متصل کو جب منفصل کردیا جائے تو دو اور جسم متصل اوسی جسم سے پیدا ہون گے۔ جو باہم متشابہ اور مقسم سے مشابہ ہون گے کیونکہ متصل واحد کی تحلیل ایسے امور کی طرف جو مختلف فی الماہیت ہون۔ نہین ہوسکتی ورنہ فی ذاتہ متصل نہوگا۔ پس ضرور ہی یہ دونون متصل (جو بعد انفصال کے حادث ہوئے ہین) اور وہ متصل یعنی مقسم کسی ایک ایسے امر مین جو تینونکی ذات مین موجود ہے شریک ہون گے۔ اور وہی امر مشترک اونکی تمام ماہیت اور موجود فی الخارج ہوگا۔ اور یہی امر مشترک کلی طبعی ہے۔ چونکہ تشخص کا منضم و منتزع و مبائن ہونا پہلے باطل ہوچکا ہے تو ضرور ہی وہ (تشخص) ایک عقلی اعتبار ہوگا۔ اور موجود فی الخارج صرف ماہیت ہی ہوگی "

(محاکمہ)

یہان تک صرف ادلہ فریقین کا بیان تہا " اب اس بارے مین قول فیصل

اگر بنائے جاسکیں تو فوقیت اور تحتیت اور دوسرے انتزاعیات سے کیوں کوئی چیز نہیں بنائی جاتی - پس یہ خارجی آثار جن سے یہ خارجی ضرورتیں رفع ہوتی ہیں اعتباریات و انتزاعیات پر ہرگز مترتب نہیں ہوسکتی اور نہ اسکا کوئی خیال کرسکتا ہے —

کیا کوئی یہ گمان کرسکتا ہے کہ تلوار بندوق توپ باروت کرچ نیزہ بذاتہا خارج میں موجود نہیں ہیں بلکہ اعتباری اشیا ہیں اگر اعتباری اشیا ہیں تو کیوں اوس شخص پر قصاص لازم کیا جاتا ہے جو کسی کو بلا سبب قتل کرے کیونکہ اعتباری شی کا اثر بھی اعتباری ہوگا - اوس کا معاوضہ کوئی خارجی اثر کیونکر ہوسکتا ہے - اگر کہا جائے کہ خارج میں ان اشیا کے افراد موجود ہیں اور یہ ضرورتیں انہیں افراد سے مرتفع ہوتی ہیں تو کہا جائے گا کہ اس صورت میں کسی سے بھی یہ استفسار صحیح نہوگا کہ تو نے کھانا کھایا ہے یا پانی پیا ہے اور اوس کو بھی یہی جواب دینا مناسب نہوگا کہ میں نے کہانا کہایا ہے یا پانی پیا ہے بلکہ اس طور سے استفسار صحیح ہوگا کہ آیا تو نے یہ کہانا کہایا ہے یا یہ پانی پیا ہے اور جواب بھی اس طور سے ادا کرنا مناسب ہوگا کہ میں نے یہ کہانا کہایا ہے یا یہ پانی پیا ہے - کیونکہ اس تقدیر پر یہ سوال و جواب محض کہانے پینے کے

جومحسوس غیر منتزع ہین بجز طبائع مرسلہ کی کوئی دوسری چیز نہین اور انہین طبائع کو کلی طبعی کہا جاتا ہے۔ ہان بعض طبائع بالواسطہ محسوس ہوتی ہین جیسے لون وغیرہ اور بعض بلا واسطہ جیسے ضوء وغیرہ۔

علاوہ برین جعل بسیط کی بحث مین ثابت ہو چکا ہے کہ وجود و تشخص ایک اعتبار عقلی ہے جس کا خارج مین وجود نہین پس اگر طبائع مرسلہ بھی (جیسے ماہیات مذکورہ) موجود فی الخارج نہون تو کونسی شی بالذات جعل کا اثر بنے گی کیونکہ اتصاف بالوجود بھی وجود کیطرح ایک اعتبار عقلی ہے پس بغیر کلی طبعی کے بالذات مجعول جاعل و موجود فی الاعیان والاذہان اور کیا شی ہو سکتی ہے"

اور نیز اگر گیہون چانول آگ پانی وغیرہ موجود نہین ہین بلکہ محض انتزاعی اشیا ہین (جیسے منکرین کا خیال ہے) تو کیونکر انکی خرید و فروخت کیجا سکتی ہے۔ کیا کوئی فوقیت و تحتیت کی خرید و فروخت کر سکتا ہے۔ یا جس طرح اشیاء مذکورہ سے اپنی ضرورتون کو رفع کرتا ہے فوقیت و تحتیت سے بھی اوسی طرح رفع کر سکتا ہے۔ ہرگز نہین"

کیا یہہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ زیور برتن آلات حرب و کشت وغیرہ ایک اعتباری چاندی سونے پیتل تانبے لوہے لکڑی وغیرہ سے بنائے جا سکتے ہین

نہین کیا جا سکتا ورنہ لازم آئیگا کہ سواری کی نسبت ایسی شی کی طرف کیجائے
جس کا خارج مین اصلا وجود نہین ہے۔
اگر کہا جائے کہ انسان روم مین ہے اور کابل مین اور بخارا مین
اور ہند مین اور دکن مین اور چین مین اور شرق مین اور غرب مین اور جنوب
مین اور شمال مین تو کیا یہہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ مسمی انسان کا ان متعدد
مکانون مین موجود نہین ہے اور صرف ایک معدوم شی پر یہہ حکم کیا گیا ہے
اگر ایسا ہو تو لازم آئیگا کہ یہہ حکم کاذب ہو حالانکہ کوئی جاہل سے جاہل بھی
اس کے تصدیق مین شک نہین کر سکتا پس اگر مسمی انسان کا ان متعدد
مکانون مین موجود نہین ہے تو امکنہ مذکورہ کی سکونت و عمران کی نسبت کس
چیز کی طرف کیجاتی ہے۔ اگر انسان ایک اعتباری شی ہے تو اوس سے اماکن
مختلفہ کی سکونت و آبادی کیونکر ہو سکتی ہے اور باہم جنگ و جدال کیونکر متصور
ہو سکتا ہے۔ ہان انسان کیلئے وجودات متعددہ موجود اور بکثرت غیر محدود
یا محدود متکثر ہونا ضرور ہے تاکہ اوس کے ہر نحو وجود پر ایک نیا اثر مترتب ہو
پس وجود کلی طبعی خارج مین اس قدر جلی ہے کہ اوسکی تصدیق سے کیسکو بھی مفر نہین
آیا ان نظائر و شواہد و براہین قاطعہ و ساطعہ کے بعد بھی کلی طبعی کے وجود

اشخاص ہی سے ہین حالانکہ اس قسم کے سوال وجواب کرنے والے کو بیوقوف سمجہا جاتا ہے" پس ثابت ہوا کہ یہہ حالات وآثار نفس طبائع مرسلہ ہی پر مترتب ہوتے ہین اور یہہ سوالات وجوابات اونہین کے وجود خارجی کے آثار وحالات ہین پس کسی کو کیونکر کلی طبعی کے وجود فی الخارج مین تردد ہوسکتا ہے۔ کیا نہین کہا جاتا ہے کہ مجہے سردی گرمی بھوک پیاس لگتی ہے اگر گرمی سردی بھوک پیاس (جو طبائع مرسلہ ہین) موجود فی الخارج نہین ہین توکس شی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ سردی یا گرمی بھوک یا پیاس مجہے لگی ہے۔ اور اگر سردی گرمی بھوک یا پیاس کلی طبعی نہین ہین توپھر وہ کیا چیزین ہین جنکی تعبیر اسمای اجناس کے ساتھہ کیجاتی ہے۔ اگر یہہ آثار اور حالات اشخاص ہی کے ہوتے اور خارج مین صرف وجود افراد کا ہی ہوتا توضرور اعلام ہی سے تعبیر کیجاتی اور اسمای اجناس سے ایک ایک شخص کی تعبیر صحیح نہوتی۔ پس سردی وگرمی وغیرہ بذاتہ خارج مین موجود اور عین اشخاص ہین اور جو آثار خارج مین اشخاص کے لیے تجویز کیے جاتے ہین وہ خاص انہین طبائع مرسلہ کے آثار ہین نکسی اور کے ورنہ کیا کوئی یہہ تصور کرسکتا ہے کہ گھوڑا ہاتھی بیل گاڑی وغیرہ کے مسمیات خارج مین موجود نہوسنے پر بہی اون پر سواری کی جاتی ہے۔ حاشا ہرگز یہہ خیال

اسے تسلیم نہیں کرسکتی پس منشاء مذکور جملہ ہذیات میں مفہوم انسان کیطرح
مشترک اور موجود فی الخارج ہوگا ورنہ لازم آئے گا کہ مثل انسان وہ بھی
انتزاعی ہو ۔ پس اس صورت میں یا تسلسل لازم آئے گا یا کسی منشاء موجود
فی الخارج پر انتہا ہوگی پس وہی منشاء (جو جملہ ہذیات میں مشترک اور موجود
فی الخارج ہے) طبیعت مرسلہ اور کلی طبعی ہے کیونکہ جملہ ہویات میں مفہوم
انسان کے مشترک ہونے سے لازم آتا ہے کہ اس کا منشاء بھی تمام
ہذیات میں مشترک اور موجود فی الخارج ہو کیونکہ اگر خارج میں صرف ہویات
بسیطہ ہی ہوں تو کیا عقل تجویز کرسکتی ہے کہ بسیط محض سے دو مفہوم
متبائن مثل مفہوم انسان و مفہوم تشخص منتزع ہوں ہرگز نہیں پس ہر ایک
ہویت بسیطہ میں (جیسے زید و عمرو وغیرہ) دو منشاء انتزاع ۔ ایک منشاء
مفہوم انسان دوسرا منشاء مفہوم تشخص بغیر لحاظ کسی دوسرے امر کے
ضروری خارج میں موجود ہوں گے ۔ پس انتزاع طبائع مرسلہ کے قائل
ہوکر بساطت ہویات کو تسلیم کرنا اعتراف بالمتنافیین ہے ۔"

(بیان تشکیک بطرز اجمال)

طبیعت مرسلہ (جیسے انسان و فرس و ماء و ہوا و نار و شجر و حجر و مدر وغیرہ)

فی الخارج کا انکار کر سکتے ہین اگر کر سکتے ہین تو ان نظایر کا کیا جواب دینگے
اور کونسی دلیل بجز اون دلائل کے جن کا سابقاً ذکر آچکا ہے اور جن سے
ثابت ہوتا ہے کہ وجود کلی طبعی خارج مین ایک ہی شخص مین منحصر ہو جیسا کہ ادلہ
منکرین سے ظاہر ہے) پیش کرینگے۔ جب خارج مین وجود شی کی دو صورتین
ہین ایک یہہ کہ بصفت وحدت موجود ہو اور ایک یہہ کہ بصفت کثرت موجود
ہو اور کلی طبعی خارج مین کثیر ہو کر بھی موجود ہے اور واحد ہو کر بھی تو پھر وجود
کلی طبعی مین منکرین کیونکر تردد کر سکتے ہین۔

علاوہ برین بموجب قول منکرین اگر موجود فی الخارج صرف ہویات و ہذیات
بسیطہ ہون (جنہین تشخصات و وجودات خاصہ کہا جاتا ہے) اور طبائع مرسلہ
صرف انتزاعیات اور عقلی اعتبارات ہون تو صنرور ہی ذاتی و عرضی مین
باہم امتیاز اس طرح سے ہوگا کہ کلی ذاتی وہ ہے جو نفس ہویت و ہذیت سے
بے لحاظ کسی دوسرے امر کے منتزع ہو۔ پس مفہوم انسان بلا لحاظ کسی
دوسری شی کے نفس زید و عمرو و بکر و خالد سے منتزع ہوگا۔ پس ضرور ہے
کہ منشاء انتزاع اس کا ایک ایک ہذیت مین فی الخارج موجود ہو ورنہ انتزاع
مفہوم انسان انیاب اغوال کی طرح محض اختراعی امر ہوگا حالانکہ کوئی عقل سلیم

مثلاً انسان اگر زید سے مباین ہو اور زید انسان سے تو لازم آئے گا کہ
انسان کا سلب زید اور زید کا انسان سے صحیح ہو (یعنی زید کی موجودگی
کی حالت مین یہہ کہنا جائز ہوگا کہ زید انسان نہین اور انسان زید نہین ہے)
کیونکہ ایک مباین دوسرے مباین سے مسلوب ہوتا ہے"
کیا عقل سلیم اس سلب کا صدق زید کی موجودگی کی حالت مین تجویز
کرسکتی ہے"
اور کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ اس حالت مین یہ سلب صادق ہے
ہرگز نہین"
پس ثابت ہوا کہ جو انسان ہے وہی زید ہے اور جو زید ہے وہی
انسان ہے اور دونون مین ابہام و تعین کے لحاظ سے اعتباری فرق
ہے اور ظرف خارج مین ایک ہی شی موجود ہے جس کے لیئے ایک مرتبہ
ابہام اور دوسرا مرتبہ تعین ہے کہ ایک مرتبہ کے لحاظ سے طبیعت مرسلہ و
کلی طبعی ہے اور دوسرے مرتبہ کے لحاظ سے شخص ہے ۔ پس شخص
اور کلی طبعی متحد بالذات اور مختلف بالاعتبار ہین"
جب ثابت ہوا کہ مراتب طبیعت (جنہین اشخاص طبیعت کہا جاتا ہے)

نفس ذات مین مبہم ہے اور قابل اس کے ہے کہ بہ جعول کثیرہ مجعول ہو اگرچہ کسی مانع خارجی کی وجہ سے مجعول ہی نہو یا ایک ہی مرتبہ مجعول ہو یا بکثرت محدود یا غیر محدود مجعول ہو لیکن اوسکی ذات مین مجعولیت کی قابلیت ابہام کی وجہ سے ہمیشہ رہے گی پس ایک ایک جعل سے ایک ایک مرتبہ اوسکا خارج مین متعین ہوگا۔ جو آثار کے اعتبار سے دوسرے مرتبہ سے قطعاً مبائن رہے گا۔ یہی متبائنۃ الآثار مراتب طبیعت مرسلہ کے اطوار و اشخاص ہین پس حقیقت مین طبیعت مرسلہ کو شخص شخص بنانے والا جاعل طبیعت ہی ہے اور مراتب مذکورہ عین طبیعت ہین اور طبیعت عین مراتب فرق صرف ابہام و تعین کا ہے کہ وہی طبیعت مرتبہ تعین مین شخص زید ہے اور مرتبہ ابہام مین طبیعت مرسلہ اور کلی طبعی ہے۔

کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ گیہون اور چاول کا دانہ بعینہٖ گیہون اور چاول نہین ہے اور زید بعینہٖ انسان نہین ہے ہرگز یہ خیال نہین کیا جاسکتا ورنہ لازم آئے گا کہ سلب ذاتی کا ذات سے صحیح ہو کیونکہ طبائع مرسلہ جب غیر اشخاص ہین اور اشخاص محض بسیط ہین اور طبیعت مرسلہ محض ایک اعتباری شی ہے تو صرف یہی اشخاص مبائن کلیات اور کلیات مبائن اشخاص ہونگے

امر دویم

افراد پر صدق کلی دو طرح سے ہوتا ہے - ایک بوساطت ذو و فی ولہ و علی وغیرہ سے جیسے زید ذو کتابت و فیہ الکتابت و علی السطح اور اس کو حمل بالاشتقاق کہا جاتا ہے - اور دوسرا بلا واسطت جیسے زید کاتب و انسان وحیوان و ماش - اور اس کو حمل بالمواطاۃ کہتے ہین ؎

(امر سویم)

کسی مفہوم کے کلی ہونے مین حمل بالمواطاۃ معتبر ہے پس کتابت کو زید کی نسبت کلی نہین کہا جائے گا بلکہ کاتب کو - کیونکہ زید پر حمل کتابت بلا وساطت نہین ہو سکتا - بخلاف کاتب کے کہ کاتب کا حمل اوس کے افراد پر بلا وساطت ہو سکتا ہے جن اشیا پر صدق کسی مفہوم کا بالمواطاۃ ہو وہی اوسکی افراد کہلاتی ہین

(امر چہارم)

افراد پر حمل کلی کئی طرح سے متفاوت ہوتا ہے - ایک یہہ کہ بعض افراد کی نسبت ذاتی اور بعض کی نسبت عرضی ہو - جیسے صدق جوہر کا صورت جسمیہ اور صورت نوعیہ پر عرضی ہے اور اون ماہیات پر جن کے لیے جوہر جنس ہے ذاتی ہے -

آثار کے اعتبار سے متفاوت اور متبائن ہین اور نفس ذات کی لحاظ سے
عین طبیعت ہین پس ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ دوسرے مرتبہ کی نسبت
قوی یا ضعیف یا زائد یا ناقص یا اشد یا اضعف ہو اور بہ تعلق جعول مختلفہ
نفس طبیعت ہی اس تفاوت سے متفاوت ہو پس اس قسم کی تفاوت سے
کیونکر انکار ہوسکتا ہے اور عقل تشکیک فی الماہیت مین کسطرح تشکیک
کرسکتی ہے۔

بیان تشکیک بطرز تفصیل

اظہار حق سے پیشتر چند تمہیدی امور کا بیان کرنا جن پر وضاحت ادلہ
منحصر ہے اور محل نزاع اور ادلہ فریقین کا تبلادینا ضروری امر ہے"

تمہیدی امور

امر اول

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ کلی وہ مفہوم ہے جس کا نفس تصور کثیر پر صادق
ہونے سے مانع نہو۔ اور وہ کثیر اوس مفہوم کی افراد کہلاتے ہین۔

جیسے حیوان و انسان۔

تیسرے یہہ کہ ایک کلی دوسرے کلی کی نسبت مباین ہو (جیسے انسان و فرس)۔

چوتھے یہہ کہ ایک کلی دوسرے کلی کی نسبت نقیض صریح یا نقیض صریح سے خاص یا نقیض صریح سے عام یا نقیض صریح سے مساوی ہو جیسے انسان و لاانسان اور فرس و لاانسان اور ابیض و لاانسان اور کاتب و لاانسان۔

(امر پنجم)

تفاوت کی وہ چار قسم جن کو بالاتفاق تشکیک کہا جاتا ہے اون مین سے پہلی قسم کو اولویت اور دوسری کو اولیت اور تیسری کو شدت اور چوتھی کو زیادت کہتے ہین۔ تعریف اولویت و اولیت اوپر بیان ہو چکی ہے لیکن شدت و زیادت محتاج تعریف ہین۔

تعریف زیادت و شدت

کلی کی ایک فرد دوسرے فرد کی نسبت ایسی ہو کہ عقل بیا وری وہم پہلی فرد سے دوسرے فرد کی امثال یا دوسرے فرد سے پہلے فرد کی امثال انتزاع کر سکے پس وہ امثال اگر حسّ مین ایک دوسری سے ممتاز ہون تو اوسکو زیادت کہتے ہین ورنہ شدت

دوسرا یہہ کہ صدق کلی بعض پر باقتضای ذات ہو اور بعض پر باقتضای غیر
جیسے صدق موجود کا واجب و ممکن پر کہ واجب پر باقتضای ذات سے ہے اور
ممکن پر باقتضای غیر۔

تیسرا یہہ کہ بعض افراد پر صدق کلی اپنے ہی صدق کی (دوسرے فرد پر)
علت ہو۔ جیسے صدق وجود واجب و ممکن پر۔

چوتھا یہہ کہ صدق کلی بعض افراد پر اشد ہو اور بعض پر اضعف جیسے
صدق اسود ثوب شدید السواد اور ضعیف السواد پر۔

پانچواں یہہ کہ بعض افراد پر صدق کلی زائد ہو اور بعض پر ناقص جیسے
صدق مقدار جسم صغیر اور جسم کبیر پر " اخیر کی چار قسم کو بالاتفاق تشکیک
کہتے ہین اور بعض کا خیال ہے کہ قسم اول بھی تشکیک سے ہے "

تفاوت صدق کلی کی اور صورتین بھی ہین جنکو بالاتفاق تشکیک نہین
کہا جاتا ہے۔

ایک یہہ کہ ایک کلی دوسرے کلی کی نسبت عام یا خاص منوجہ ہو۔ جیسے
حیوان و ابیض۔

دوسرے یہہ کہ ایک کلی دوسرے کلی کی نسبت عام یا خاص مطلق ہو

تشکیک کی کوئی قسم بھی جاری نہین ہوسکتی بلکہ تشکیک کے جملہ اقسام صرف عرضیات ہی مین جاری ہوسکتے ہین ــ

(تفصیل اجمال)

علاّمہ شیرازی کا بیان ہے کہ اشیاء مین اختلاف کئی طرح سے ہوتا ہے اول یہہ کہ اشیاء ماہیت کے لحاظ سے متخالف ہون جیسے انسان وفرس ــ دوم یہہ کہ اشیاء کا صرف عوارض مین اختلاف ہو اور ماہیت مین اتحاد ــ جیسے انسان رومی اور انسان زنگی ــ سوم یہہ کہ ایک ہی ماہیت بکمال ونقصان متفاوت ہو جسکی پانچ قسمین مفصل ذکر ہوچکی ہین ــ

ان تین قسمون مین سے پہلی دو قسمون کو بالاتفاق تشکیک نہین کہتے ہین اور اشراقین ومشائین کا خلاف اس امر مین ہے کہ ماہیات اور ذاتیات مین بھی قسم سوم کی پانچون قسمین جاری ہوسکتی ہین یا نہین پہلی رائے اشراقین کی ہے اور دوسری مشائین کی ــ

(امر ہشتم)

اشراقین کمال ونقصان کے معنی یہہ بیان کرتے ہین کہ ایک ہی ماہیت بلاواسطہ غیر اپنی ہی ذات سے ایک نحو وجود مین زائد ہو اور دوسری نحو وجود مین

(امر ششم)

حکمار کا باہمی اختلاف تشکیک مین بیان کرنے سے پہلے حکیم کی تعریف اور حکمار کے فریق تبلا دینا ضرور ہے۔

(تعریف حکیم)

حکیم وہ ہے جو بقدر طاقت بشری حقایق اشیار اور اون کی حالات سے واقف ہو۔ فریق حکمار کا بیان پہلے آچکا ہے کہ جس کو یہہ علم ذی اتباع نبی وقت نور اشراق سے حاصل ہو تو وہ اشراقی ہے اور جس کو یہہ علم نور اشراق سے باتباع نبی وقت حاصل ہو تو وہ صوفی صافی ہے اور جسکو یہہ علم نظر و فکر و استدلال سے بے اتباع نبی وقت حاصل ہو تو وہ مشائی ہے اور جس کو یہہ علم نظر و فکر و استدلال سے باتباع نبی وقت حاصل ہو تو وہ متکلم ہے۔

(امر ہفتم)

(تعیین محل نزاع)

اشراقین کا خیال ہے کہ تشکیک کے سب اقسام ماہیات و ذاتیات مین بھی جاری ہو سکتے ہین اور مشائین کا خیال ہے کہ ماہیات و ذاتیات مین

(دوم) واسطہ ہی صفت کے ساتھہ موصوف ہو اور اتصاف کی نسبت ذی الواسطہ کی طرف مجازاً کیجائے جیسے حرکت جالس سفینہ کہ درحقیقت متحرک تو سفینہ ہے لیکن جالس کی طرف مجازاً حرکت کی نسبت کیجاتی ہے اور اس کو واسطہ فی العروض کہتے ہین۔

(سوم) واسطہ اور ذی الواسطہ دونون صفت کیساتھہ بالذات موصوف ہون جیسے حرکت ید و مفتاح کہ حرکت ید حرکت مفتاح کے لیئے واسطہ ہے اور دونون بالذات حرکت سے موصوف ہین یا صرف ذی الواسطہ ہی صفت کے ساتھہ موصوف ہو جیسے رنگریز کپڑے کو رنگ دیتا ہے اور خود رنگین نہین ہوتا۔ اس تیسری قسم کی دونون قسمون کو واسطہ فی الثبوت کہا جاتا ہے پس اگر کسی قسم کا تفاوت نفس ماہیت مین بلا واسطہ فی العروض ہو تو نفس ماہیت ہی مین یہہ تفاوت شمار کیا جائے گا۔ گو بواسطہ فی الثبوت کیون نہو پس مقدار صغیر و کبیر کا ایک دوسرے سے زائد و ناقص ہونا نفس مقدار ہی مین ہوگا جیسے (۸) گز مربع مقدار (۴) گز مربع مقدار سے یا (۱۰) گز کا خط (۵) گز سے زائد ہے اور دوسرا پہلے کی نسبت ناقص۔ کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ یہہ تفاوت نفس مقدار مین نہین ہے بلکہ

ناقص جیسے ایک مقدار دوسری مقدار کی نسبت بغیر لحاظ کسی دوسرے امر کے نفس مقدار ہی مین زائد وناقص ہوتی ہے مثلاً ۴ گز خط (اب) ۲ گز خط (دج) سے نفس مقدار خطی ہی مین زائد ہے اور علیٰ ہذا خط ثانی خط اول کی نسبت نفس مقدار خطی ہی مین ناقص ہے۔ اسی طرح (۱۰) گز سطح مربع (۲) گز سطح مربع کی نسبت نفس مقدار سطحی ہی مین زائد ہے اور ثانی اول کی نسبت نفس مقدار سطحی ہی مین ناقص ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس (۱۰۰) گز مقدار جسمی (۵) گز مقدار جسمی کی نسبت اور (۵) گز (۱۰۰) گز کی نسبت نفس مقدار جسمی ہی مین بغیر لحاظ کسی دوسرے امر کے زائد وناقص ہے۔ پس نفس مقدار ایک نحو وجود کے اعتبار سے دوسرے نحو وجود کی نسبت بدون لحاظ کسی دوسرے امر کے اپنی ہی ذات سے زائد وناقص ہے یعنی کوئی دوسرا امر وصف زیادۃ ونقصان مین واسطہ فی العروض نہین ہے۔

اتصاف بالواسطہ کسی شی کا کسی وصف کے ساتھہ تین قسم پر ہے

(اول) واسطہ موصوف وصفت کی درمیانی نسبت کی تصدیق کا ذریعہ ہو جیسے متغیر کہ حدوث وعالم کی درمیانی نسبت کی تصدیق کا ذریعہ ہے سو واسطہ فی الاثبات کہا جاتا ہے۔

بیان رای اشراقین

تمہید مذکور سے ثابت ہوا کہ اشراقین کی رای پر موافق اون معنوں کے جو اونہوں نے بیان کیئے ہین جن کا کہ اوپر ذکر آچکا ہی نفس ماہیات مین بھی تشکیک بزیادت ونقصان وشدت وضعف متحقق ہے لیکن تشکیک بالاولویت کا تحقق ذات اور ذاتیات مین دشوار امر ہے کیونکہ پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ اولویت کے یہہ معنی ہین کہ بعض افراد پر تو صدق ماہیت اون کے ذاتی اقتضا سے ہو اور بعض پر اون کے ذاتی اقتضا سے نہو جیسے ماتریدیہ کے نزدیک صدق وجود واجب پر اوس کے ذاتی اقتضا سے ہے اور ممکن پر اوس کے ذاتی اقتضا سے نہین ہے اور ذات و ذاتی کا صدق اوس فرد کی نسبت جسکی وہ ذات و ذاتی ہے اوس فرد کی ذاتی اقتضا سے کیونکر متصور ہوسکتا ہے کیونکہ ذات و ذاتی کا اوس شی کی لیئے ثبوت واجب ہے اور واجب کا باقتضاء مقتضی ہونا لازم کرتا ہے کہ واجب واجب نہ رہے اور یہہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ ذاتیات اور ماہیت اشیاء مین تشکیک بالاولویت ناممکن ہے۔ ہان تشکیک بالاولویت (بدین معنی کہ صدق ماہیت بعض افراد پر علت ہو اپنے ہی صدق کی

کسی ایسے امر مین سے ہے جسکی طرف زیادت ونقصان کی نسبت بالذات
اور مقدار کی طرف مجازاً کی جاتی ہے اگر یہہ خیال کیا جاسکتا ہے تو ایک سطح کو
دوسرے سطح کی نسبت یا ایک خط کو دوسرے خط کی نسبت نفس سطحیت
وخطیت کے اعتبار سے کیون زائد وناقص کہا جاتا ہے جب دونون سطح
یا دونون خط ناپے جاوین تو کیا نفس مقدار ہی مین بذاتہ کم وبیش یا باہم
مساوی نہون گے کیونکہ بعد مساحت کے یہی معلوم ہوگا کہ مقدار سطحی و
خطی بذاتہ بزیادت ونقصان متصف ہے اگرچہ اِس اتصاف مین کوئی امر
واسطہ فی الثبوت ہو جاوے لیکن واسطہ فی العروض نہین ہوگا پس
ثابت ہوا کہ حقیقت مقدار ہی ایک نحو وجود کے اعتبار سے بذاتہا ناقص
ہے اور علیٰ ہذا سواد اور بیاض بھی بذاتہ شدت وضعف کے ساتھہ متصف
ہون گے ۔ مثلاً اگر ایک سواد کو دوسرے سواد کی نسبت اشد واضعف
کہا جائے تو ضرور اسی اعتبار سے کہا جائے گا کہ وہ دونون سواد ہین
کیونکہ اگر انتفاء سواد مان لیا جاوے تو وہ کون سا امر ہے جو شدت وضعف
کے ساتھہ بذاتہ موصوف ہوسکتا ہے پس ثابت ہوا کہ ماہیت سواد و
بیاض ہی بدون کسی واسطہ فی العروض کے شدت وضعف کے ساتھہ بذاتہا متصف ہے

وذاتی اوس شی کی نسبت کہ جسکی وہ ذات وذاتی ہو واجب ہے پس باقتضای مقتضی کیونکر ممکن ہوسکتا ہے ورنہ واجب کا ممکن ہونا لازم آئے گا۔ ہان اولویت سے اگر کوئی دوسرے معنی مراد لیئے جائین جیسے کہ اونکے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ وجود علت وجود معلول سے اولی ہے جیسے وجود واجب (جو علت ہے) وجود ممکن سے (جو معلول ہے) حالانکہ واجب پر صدق وجود ہرگز باقتضای مقتضی اون کے نزدیک نہین ہے تو البتہ ماہیت ومقومات ماہیت مین بھی تشکیک بالاولویت کا تحقق ممکن ہوگا۔

پس اس صورت مین الویت کے یہہ معنی ہون گے کہ صدق کلی بعض افراد پر دوسرے بعض کی نسبت زیادہ تر مناسب ہو اس بنا پر صدق جوہر اوس ماہیت کی نسبت جو جنس جوہر وفصل سے مرکب ہے) بالاولویت متفاوت ہوگا جیسے کہ صدق جوہر عقول جوہریہ پر اجرام واجسام کی نسبت زیادہ تر مناسب ہے کیا یہہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ عقل اول کی جوہریت ایسی ہی ہے جیسی کہ اجسام کائنہ وفاسدہ کی جوہریت اور اجرام علویہ کی جوہریت ایسی ہی ہے جیسے کہ اسطقسات کی جوہریت اور افلاک ونجوم کی جرمیت ایسی ہی ہے جیسے کہ عناصر کی جسمیت اور عناصر کی جسمیت ایسی ہے جیسے کہ کائنات الجو کی جسمیت ہرگز نہین

دوسرے بعض افراد پر) مقومات ماہیت اور نفس حقیقت مین متحقق ہوسکتی ہے کیونکہ بنا بر جعل بسیط اگر کسی ایک ماہیت نوعی کی کوئی ایک فرد دوسری فرد کی نسبت علت یا معلول ہوگی تو ضرور ہی حقیقت وماہیت ہی کے اعتبار سے ہوگی اس لیئے کہ اس صورت مین وجود وتشخص اتصاف بالوجود کیطرح ایک عدمی امر ہے اور علیت ومعلولیت موجودہی کی شان سے ہے جب کلی طبعی کے مبحث مین ثابت کیا گیا ہے کہ موجود فی الاعیان نفس طبائع مرسلہ ہی ہین تو حقیقت مین نفس طبیعت مرسلہ ہی اپنے صدق کی ایک نحو وجود کے اعتبار سے علت ہوگی اور دوسری نحو وجود کے اعتبار سے معلول مثلاً جوہر عقلی نفس جوہریت کے اعتبار سے جوہر مادی کی علت ہوگا اور جوہر مادی نفس جوہریت ہی کے اعتبار سے جوہر عقلی کا معلول پس صدق جوہر ایک اعتبار سے علت اور ایک اعتبار سے معلول ہوا اور صدق بالاولیت سے یہی مراد ہے — **صدر الشیرازی** کا قول ہے کہ اشراقین کے نزدیک ذات وذاتیات مین تشکیک کے تمام اقسام جاری ہوسکتے ہین اور مولانا بحر العلوم کا بیان ہے کہ اولیت وزیادت ونقصان کے تحقق مین کوئی تردد نہین لیکن اولویت بالمعنی المذکور کے تحقق مین کلام ہے کیونکہ پہلے گذرچکا ہے کہ صدق ذات

سے کے بعد حاصل ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ ماہیت مقدار و سواد بذاتہا
بلا عروض اضافت و نسبت متصف بزیادت و نقصان و شدت و ضعف
نہین ہوسکتی جس سے لازم آتا ہے کہ تفاوت مذکور نفس ماہیت مقدار
و سواد مین نہو بلکہ دونون مقدارون اور دونون سوادونکی باہمی نسبت اور اضافت
مین ہو پس ثابت ہوا کہ تشکیک ایک خارجی امر مین ہے نہ ذات و ذاتیات مین

جواب از جانب اشراقین

مولانا بحر العلوم کا بیان ہے کہ اس امر مین کسی کو شک نہین ہے کہ مقدار
صغیر و کبیر و سواد شدید و ضعیف مین متصف بزیادت و نقصان و شدت و ضعف
نفس مقدار و سواد ہی ہے کیونکہ اگر مقدار و سواد کا انتفا فرض کیا جاوے
تو آیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اضافت و نسبت تفاوت مذکور کے ساتھہ
متصف ہوسکتی ہے اگرچہ اس اضافت و نسبت کو متحقق ہی مان لیا جائے
ہرگز نہین پس ماہیت سواد و مقدار بذاتہا بتفاوت مذکور متصف ہوگی گو عروض
اضافت و نسبت ہی کے واسطہ سے کیون نہو لکن اضافت و نسبت اگر
واسطہ بھی ہے تو واسطہ فی الثبوت ہے نہ واسطہ فی العروض ورنہ اضافت
و نسبت ہی بذاتہا صغر و کبر و شدت و ضعف کے ساتھہ متصف ہوگی کیونکہ

کیونکہ جب غور کیا جائے تو یہی کہنا پڑیگا کہ صدق جوہر عقول مجردہ پر ادانی
واسافل کی نسبت اولیٰ وانسب ہے اور صدق جرمیت اجرام پر اجسام
کی نسبت زیادہ تر مناسب ہے وقِس علی ہذا۔
پس ثابت ہوا کہ اولویت بمعنی مذکور ذات وذاتیات مین بلاشبہہ متحقق ہے
جب اشراقین نے خط وسطح سے زیادت ونقصان کی مثال اور سواد
شدید وضعیف سے شدت وضعف کی مثال پیش کی تو مشائین کی طرف سے
یہہ اعتراض پیش کیا گیا کہ مطلق مقدار کا صدق مقدار صغیر وکبیر پر اور علی ہذا
مطلق سواد کا صدق سواد شدید وضعیف پر بلاتفاوت ہے لیکن دونوں کی
باہمی نسبت کے لحاظ سے ایک کو اشدُّ و اَزیَدُ۔ اور دوسرے کو انقص
واضعف کہا جاتا ہے مثلاً اگر (۱۰) گز مربع سطح یا خط کی (۲) گز مربع سطح یا
خط کی طرف نسبت خیال کی جائے تو اوس وقت ایک کو دوسرے کی نسبت
زاید یا ناقص یا مساوی یا شدید یا ضعیف کہہ سکتے ہین اگر اِس باہمی نسبت کا
خیال نہ کیا جائے تو کسی کو بھی اَزیَدُ یا اشدّ یا انقص یا اضعف نہین کہہ سکتے
اور کلام شیخ بھی اسی کا موید ہے کیونکہ شیخ کا بیان ہے کہ تفاوت صغر وکبر
مقادیر مین اور تفاوت شدت وضعف کیفیات مین عروض اضافت ونسبت

مقدار ہی زیادت ونقصان کے ساتھ بالذات متصف ہوئی اور یہی مطلوب ہے اگر انتہا کسی مقدار پر نہو گی تو تسلسل مستحیل لازم آئے گا۔ جب تسلسل باطل ہے تو لامحالہ کسی ایک مقدار پر ضرور انتہا ہو گی۔ وہو المطلوب۔

علاوہ برین اضافت ایک انتزاعی شی ہے جو دو مقدارون کے ملاحظہ سے انتزاع کیجاتی ہے۔ پس بالذات متصف بزیادت ونقصان منشا ہی ہوگا نہ اضافت۔ جب منشای اضافت مقدار ہی ہے تو نفس ماہیت مقدار ہی متفاوت ہوئی اور یہی مطلوب ہے۔

اگر یہہ شبہہ کیا جائے کہ بیشک اضافت ونسبت وزیادت وشدت کا منشای انتزاع مقدار ہی ہے لیکن شخص مقدار مین دو امر ہین ایک ماہیت مقدار اور دوسرے تشخص خاص اس صورت مین ممکن ہے کہ بالذات منشای تفاوت تشخص خاص ہی ہو نہ ماہیت مقدار پس درحقیقت تشخص ہی اضافت وتفاوت کے لیئے بالذات معروض ہوگا اور ماہیت مقدار بالعرض۔

توجواب دیا جائے گا کہ بیشک مقدار شخصی مین دو امر ہین۔ ایک ماہیت مقدار دوسرا تشخص لیکن پہلے مکرر بیان آچکا ہے کہ ہذیت وتشخص وجود اتصاف ماہیت بالوجود کی طرح ایک عقلی اعتبار ہے (جو بذاتہ اعیان مین

کیونکہ واسطہ فی العروض مین صرف واسطہ ہی صفت سے کے ساتھہ موصوف
ہوا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ صغر و کبر کے ساتھہ کم و مقدار ہی بالذات
متصف ہے پس لازم آئے گا کہ اضافت و نسبت (جو مقولہ اضافت سے
ہین) مقولہ کم و مقدار سے ہون اور اندراج ایک مقولہ کا دوسرے مقولہ کے
تحت مین صریح محال ہے۔

علاوہ برین جب اضافت مقدار ہوئی تو حقیقت مقدار ہی صغر و کبر کیساتھہ
متصف ہوئی اور یہی مطلوب ہے۔

اور صاحب عروۃ الوثقی کے کلام کا مآل بھی اسی طرف ہے۔ کیونکہ
اونکا یہہ بیان ہے کہ اضافت و نسبت جو مدار زیادت و نقصان کی
مان لی گئی ہے اگر مقدار سے منضم ہے تو مقولہ کم سے ہے نہ مقولہ اضافت
سے اور اس صورت مین بھی ہمارا مطلب ثابت ہے۔ کیونکہ جب وہ اضافت
کم و مقدار سے ہے تو ماہیت مقدار ہی بالذات متصف بزیادت و نقصان
ہوئی۔ اگر یہہ کہا جائے کہ اس اضافت کی بھی ایک اور اضافت ہے
جو بالذات زیادت و نقصان کے ساتھہ متصف ہے تو کہا جائے گا کہ اُس
اضافت کی انتہا کسی مقدار پر ہوگی یا نہو گی اگر انتہا کسی مقدار پر ہوگی تو

پس حقیقتاً مقدار ہی بالذات تبفاوت مذکور متفاوت ہوگی اور دوسرے
امور بالعرض اور کلی طبعی کی بحث مین ثابت ہوچکا ہے کہ اوعیہ وظروف
مین (مثل اعیان واذہان ونفس الامر) بدون طبائع مرسلہ کے کوئی
دوسرا امر (جیسے وجود وتشخص خاص واتصاف ودیگر نسبی امور) بالذات
متحقق نہین ہے۔ اس صورت مین بجز ماہیت مقدار کے کونسی شئی ہے
جو خارج مین بالذات تبفاوت مذکور متفاوت ہوتی ہے۔ ہان اگر کوئی
دوسرا امر اس تفاوت مین واسطہ بھی ہو تو واسطہ فی الثبوت ہوگا نہ واسطہ
فی العروض۔ تم کلام بحر العلوم۔

بیان تشکیک مشائین در تشکیک فی الماہیت

حکمای مشائین کا خیال ہے کہ ذات وذاتی مین بلکہ اعراض مین بھی تشکیک
غیر ممکن ہے ہان افراد ماہیت کے اتصاف بالعوارض مین تشکیک ہوسکتی
ہے جسے عرضی کہا جاتا ہے بالجملہ اپنی افراد پر کلیات عرضیہ کا صدق
(مثل اسود وابیض وکاتب وموجود وماشی ومتحرک وغیرہ جنکا صدق اپنی افراد
پر اون کے مبادی پر موقوف ہے خواہ قیام انضمامی ہو جیسے اسود وابیض

موجود و متحقق نہین ہے) پس یہہ امور کیونکر زیادت و شدت و ضعف و نقصان کے ساتھہ بالذات موصوف ہو سکتے ہین - اگر حیثیت مقداری سے قطع نظر کیجاے تو آیا عقل ان امور کا (یعنی وجود و تشخص خاص و اضافت و نسبت جو اعتبارات عقلی ہین) اتصاف بالذات تبفاوت مذکور تجویز کر سکتی ہے - ہر گز نہین - بالفرض اگر تجویز بھی کر سکتی ہے تو اولاً و بالذات مقداری حیثیت کا ہی لحاظ ہوگا - اور ثانیاً و بالعرض دوسرے امور کا پس تبفاوت مذکور اولاً و بالذات مقدار ہی موصوف ہوگا - اور اضافت و نسبت و ہذیتہ وغیرہ ثانیاً و بالعرض - کیونکہ زیادت و نقصان بالذات کمیات ہی کے اوصاف ہین جیسے شدت و ضعف کہ بالذات کیفیات ہی کے اوصاف ہین اگر ایک مقدار کو دوسری مقدار کی نسبت کم و بیش کہا جائے گا تو کیا یہہ کمی و بیشی مقدار کے اعتبار سے نہو گی ہر گز نہین - بلکہ بالذات کم و بیش مقدار ہی ہوگی اور دوسرے امور کی طرف کمی و بیشی کی نسبت مجازی طور پر کیجاسکے گی - پس اضافت و نسبت وغیرہ اگر واسطہ بھی ہے تو واسطہ فی الثبوت سفیر محض ہے بلکہ مقدار ان امور کے تبفاوت مذکورہ متفاوت ہونے مین واسطہ فی العروض ہوگی اور واسطہ فی العروض مین واسطہ ہی حقیقتاً متصف بصفت ہوا کرتا ہے

یا حیوانیت یا جسمیت یا جوہریت ہی کے لحاظ سے ہوگا جس سے
لازم آتا ہے کہ ان کلیات کے افراد میں باہم نفس انسانیت یا حیوانیت
یا جسمیت کے لحاظ سے اختلاف مذکور متصور نہو پس معلوم ہوا کہ صدق
انسان یا حیوان و جسم و جوہر بھی غیر متفاوت ہے۔

بخلاف عرضیات (جیسے کاتب و ضاحک و ماشی و متحرک و اسود
و ابیض و موجود) جس کا صدق مبدا کے قائم ہونے پر (مثل کتابت
و ضحک و مشی و حرکت و سواد و بیاض و وجود وغیرہ) موقوف ہے۔ اور
مبدا مختلف محلوں سے مختلف طور پر قائم ہوا کرتا ہے کہیں اول کہیں
آخر کہیں اولی کہیں غیر اولی کہیں شدید کہیں ضعیف کہیں زائد کہیں ناقص
مثلاً وجود کا واجب کے ساتھہ قیام بہ نسبت ممکن کے اولی اور اول ہے
اور ممکن کے ساتھہ واجب کی نسبت متاخر و غیر اولی ہے اسی طرح قیام
سواد یا مقدار ایک جسم سے دوسرے جسم کی نسبت شدید و زائد یا ضعیف
و ناقص ہوگا۔ اور عرضی کا مصداق مع قیام مبدا اوسی عرضی کا موصوف ہے
کیونکہ ذات واجب اور ذات ممکن اور ذات جسم کو بلا قیام وجود و سواد و کم
موجود و اسود و متکمم کہنا صحیح نہیں ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ ذات واجب سے

وغیرہ خواہ نتزاعی ہو جیسے کاتب وموجود وتحت وفوق وغیرہ متفاوت بتفاوت
مذکورہ (جیسے اولیت واولویت وشدت وزیادت) ہوسکتا ہے کیونکہ
ایک موجود کو دوسرے موجود کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہہ اوس کی نسبت
اولی واقدم ہے یا غیر اولی وغیر اقدم ۔ مثلاً موجود واجب وموجود ممکن
کہ موجود کا صدق واجب پر بہ نسبت ممکن کے اولی واقدم ہے اور ایک
اسود کو دوسرے اسود کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہہ اوسکی نسبت اشد السواد
یا اضعف السواد ہے ۔ اسی طرح ایک جسم متکمم کو دوسرے جسم متکمم کی نسبت
کہہ سکتے ہین کہ یہ اوسکی نسبت زائد ہے یا ناقص ۔

لیکن حقائق وماہیات اشیاء اور اون کی ذاتیات کی نسبت نہین
کہہ سکتے کہ اون کے بعض افراد دوسرے افراد کی نسبت نفس ماہیت یا جزو
ماہیت کے اعتبار سے اولی وغیر اولی یا اشد واضعف یا زائد وناقص یا
اقدم وغیر اقدم ہین کیونکہ صدق کلی مین مصداق ہی کی اختلاف کی وجہہ سے
تفاوت ہوا کرتا ہے اور ذات وذاتی کا مصداق ہر فرد کی نفس ذات ہے
جو سب افراد مین ایک ہی ہے ۔ پس ذات وذاتی کا صدق کیونکر متفاوت
ہوسکتا ہی مثلاً انسان یا حیوان یا جسم یا جوہر کا صدق اپنی جملہ افراد پر صرف انسانیت

باہم مشکک کہلائین گے حالانکہ ان مین سے کوئی بھی دوسرے کی
نسبت مشکک نہین مانا جاتا پس بالضرور ازید وانقص کی ماہیت سے
وہ امر زائد خارج ہوگا ۔ خارج اگر منضم یا منتزع ہے تو ہر فرد کا وجود تشخص
ہوگا یا نہین درصورت اولی ظاہر ہے کہ کسی شی کا انضمام یا انتزاع جبتک
کہ منشا ریا منضم الیہ موجود نہو ناممکن ہے ۔ پس وجود تشخص سابق وجود
وتشخص منضم ومنتزع کا عین ہوگا یا غیر اگر عین ہو تو دور لازم آئے گا اور اگر
غیر ہے تو تسلسل درصورت ثانیہ وہ امر زائد ہر فرد کے وجود وتشخص سے مغائر
ہوگا ۔ پس تفاوت وتشکیک امر خارج مین ہوگی نہ ذات اشد وازید واضعف
وانقص مین اور یہہ خلاف مفروض ہے کیونکہ مان لیا گیا تھا کہ تشکیک اشد
واضعف اور ازید وانقص کی ماہیت مین ہے ۔

اگر وہ امر خارجی مبائن ذات ہے تو ظاہر ہے کہ تشکیک ایک امر مبائن
مین ہوگی نہ اشد وضعف کی ماہیت مین اور یہہ بھی خلاف مفروض ہے ۔

اگر اشد وازید کسی امر زاید پر مشتمل نہین ہے تو اشد وازید اور اضعف وانقص
کی ماہیت ایک ہی ہوگی اور اشد واضعف مین کسی طرح بھی ماہیت کے اعتبار سے
تفاوت نہوگا ۔ پس ماہیت اشد واضعف مین تشکیک کیونکر متحقق مانی جا سکتی ہے

وذات ممکن سے قیام وجود اور علی ہذا قیام سواد وکم جسم شدید السواد و
ضعیف السواد وزاید الکم وناقص الکم کے ساتھہ یکسان نہین ہے پس
ثابت ہوا کہ اسود ومتکلم وموجود کا صدق ان محلون پر بلحاظ قیام وجود وسواد
وکم یکسان نہین ہے۔

دلیل انتفای تشکیک وذات وذاتی

مشائین کی قوی دلیل وہ ہے جسکو محقق دوانی نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے
کہ ذات وذاتی اگر بذاتہا زائد یا ناقص یا اشد یا اضعف ہون تو دو حال سے
خالی نہین یا فرد اشد وزائد فرد اضعف وناقص کی نسبت سوای نفس ماہیت
کے کسی امر زائد پر بھی مشتمل ہوگا (جو اضعف وانقص مین نہین ہے) یا نہین
پہلی صورتمین وہ امر زائد اشد وازید کا فصل مقوم ہے یا نہین اگر فصل مقوم نہین ہے
بلکہ خارج ہے تو ماہیت اشد وازید سے منضم ہے یا منتزع یا مبائن اور
اگر ماہیت اشد واضعف کا فصل مقوم ہے تو ضرور ہی حقیقت اشد وازید
حقیقت اضعف وانقص سے مباین ہوگی کیونکہ ذاتی کے بدلنے سے ذات
بھی بدلجاتی ہے۔ پس اشد واضعف اور ازید وانقص دو متباین حقیقتین
ہونگی اور اختلاف ماہیت کو تشکیک نہین کہا جاتا ورنہ انسان وفرس وحجر وشجر

مبدا ارشدت وزیادت وضعف ونقصان کا قیام متفاوت ہے اس لیئے
صدق اوس مفہوم کا جو معنی جنبی (مثل مطلق سواد وبیاض وطول وعرض
وعمق وغیرہ) سے مشتق ہے ہر ایک محل پر جو تفاوت قیام مبدا کی اعتبار
سے متفاوت ہوگا۔

کیا خیال کیا جاسکتا ہے کہ ثوب شدید السواد پر صدق اسود ثوب
ضعیف السواد کی نسبت اشد نہوگا اور صدق اسود ثوب ضعیف السواد پر
ثوب شدید السواد کی نسبت ضعیف نہوگا یا جسم زائد الطول پر صدق طویل جو
معنی طول سے مشتق ہے اوس جسم کی نسبت جسکی مقدار طولی ناقص ہے ازید
نہوگا اور جسم ناقص الطول پر جسم زائد الطول کی نسبت انقص نہوگا کیون نہین
اور علیٰ ہذالقیاس صدق اوس مفہوم کا جو عرض وعمق وغیرہ سے مشتق ہوتا ہی
گو سواد شدید وضعیف ومقدار ناقص وزائد جو مختلف محلون سے قائم ہین
مختلف الماہیت ہی کیون نہون کیونکہ تفاوت مصداق کلی سے گو تفاوت
نوعی ہی کیون نہو لازم آتا ہے کہ صدق کلی ضرور ہی متفاوت ہو بخلاف صدق
ذات وذاتی جیسے مطلق سواد سوادات شدیدہ وضعیفہ کی نسبت اور جیسے مطلق
مقدار مقادیر خاصہ کی نسبت کیونکہ اوس کا مصداق جملہ افراد مین ہر فرد کی

اگر کہا جائے کہ اس دلیل کے صحیح ہونے کی صورت مین لازم آتا ہے
کہ عرضی مین بھی تشکیک غیر ممکن ہو کیونکہ کہہ سکتے ہین کہ اسود اشد اور متجسم ازید
بھی کسی امر زاید پر مشتمل ہوگا یا نہین اگر مشتمل ہے تو وہ امر زائد داخل ذات ہے
یا نہین - خارج از ذات ہونے کی صورت مین منضم ہوگا یا منتزع یا مبائن
بہر تقدیر جو استحالہ وہان پر قائم کیا گیا ہے وہ یہان بھی قائم کیا جا سکتا ہے
اور اگر اشد و ازید کسی امر زاید پر مشتمل نہین ہے تو اشد و اضعف مین باہم امتیاز
نہوگا - جس سے لازم آتا ہے کہ صدق اسود متفاوت نہو - پس ذاتی کیطرح
عرضی مین بھی تشکیک جاری نہوگی -

تو یون جواب دیا جائے گا کہ عرضیات مین تفاوت بشدت وضعف
و زیادت و نقصان (جیسے اسود و ابیض وطویل و عریض و عمیق وغیرہ)
ایک خارجی امر کے اعتبار سے ہی اور وہ خارجی امر عرضی کا مصداق ہے
کیونکہ اسود و ابیض وغیرہ کے صدق کا مناط قیام مبدا ہے خواہ قیام
انتزاعی ہو یا انضمامی (جیسے سواد و بیاض وطول و عرض و عمق وغیرہ) اور
مبدا کا قیام ہر ایک محل سے مختلف طور پر ہوا کرتا ہی کہین شدید کہین ضعیف کہین
زائد کہین ناقص گو وہ مبدا ہر محل کی اعتبار سے مختلف الماہیت ہی کیون نہو چونکہ

پس سواد شدید وضعیف و مقدار زائد و ناقص پر صدق جنس سواد و مقدار صدق اسود و متکلم کی طرح جسم ذی سواد و ذی مقدار کی نسبت مشکک ہو سکتا ہے اور سوادات و بیاضات اور مقادیر خاصہ کے فصول مقومہ (جو سواد اور مقدار کے معنی جنسی کے لیئے فصول مقسمہ ہین) تفاوت صدق جنسی کے لیئے واسطہ فی العروض نہون بلکہ واسطہ فی الثبوت ہون پس کونسی شی تفاوت جنسی کی اس طرح سے مانع ہو سکتی ہے کہ جنس سواد کا صدق بعض سوادات کی نسبت اشد اور بعض کی نسبت اضعف نہو کیونکہ جو معنی کہ صدق عرضی کا مناط اختلاف ہے وہی صدق معنی جنسی کا بھی مناط اختلاف ہے۔

بحث دویم

اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ اشد و اضعف کا اختلاف فصول مقومہ کی اعتبار سے نہین بلکہ بلحاظ ایک امر خارجی کے ہے تو بھی اس سے لازم نہین آتا کہ مطلق سواد مراتب سوادات ضعیفہ و شدیدہ مین بشدت و ضعف بالذات متفاوت نہو کیونکہ وہ امر خارجی اس طرح سے مابہ التفاوت ہو سکتا ہے کہ نفس ماہیت سواد کی تشکیک مین واسطہ فی الثبوت ہو خواہ ذی الواسطہ بھی موصوف بتفاوت ہو یا دونون بالذات متفاوت ہون۔

نفس ذات ہی سے ہے اس لیئے کہ ذات و ذاتی مرتبۂ ذات شخص مین ہر شخص کی
عین حقیقت ہین پہر ذات و ذاتی کے مناط صدق مین گو وہ ذاتی جنس ہی
کیون نہو تفاوت کیونکر متصور ہو سکتا ہے ۔ اس جواب مین مولانا بحر العلوم
نے کئی طرح سے بحث کی ہے ۔

بحث اول

اس مین شک نہین کہ مطلق سواد و مقدار سوادات و مقادیر خاصہ کی نسبت
جنس ہے اور یہہ سوادات و مقادیر خاصہ ماہیت مین باہم مختلف ہین لیکن
کہہ سکتے ہین کہ ان کا اختلاف نوعی جسطرح کہ اوس مفہوم کے مصداق کو جو
معنی جنسی سواد و مقدار سے ماخوذ ہے جیسے اسود و متکمم جسے عرضی کہتے ہین
اس طرح سے مختلف کر دیتا ہے کہ جسکی وجہہ سے صدق اسود وغیرہ متفاوت
ہو جاتا ہے تو اسی طرح صدق مطلق سواد و مقدار کو جو اون مختلف الحقیقت سوادات
و مقادیر خاصہ کے لیئے جنس ہے کیون نہین مختلف کر سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ
فصول مقومہ کے اعتبار سے اون کا اختلاف نوعی جو جنسی معنی کے لیئے فصول
مقسمہ ہین صدق جنس کے مصداق کو بھی متفاوت کر دے اس طرح سے
کہ صدق جنس بھی جیسے سواد و کم و مقدار صدق عرضی کیطرح متفاوت ہو جائے

انقص کے کئی بار اسود و متکلم ہو سکتا ہے کیونکہ جس قدر اشد اور ازید سے اضعف و انقص کے امثال کو عقل بمعاونت وہم تجویز کر سکتی ہے اُسی قدر ہر ایک مثل کے مقابلہ مین صدق اسود و متکلم بھی تجویز کر سکتی ہے پس صدق اسود و متکلم اوس جسم پر جس سے سواد شدید یا مقدار زائد قائم ہے بہ نسبت اوس جسم کے جس سے سواد ضعیف یا مقدار ناقص قائم ہے ہر ایک مثل وہمی کے اعتبار سے ہوگا اور ایک ہی موضوع پر صدق عرضی بہ نسبت دوسرے موضوع کے بکثرت ہوگا بخلاف ذات و ذاتیات کے کہ بجز تعدد موضوع ایک ہی موضوع کی نسبت صدق ذات و ذاتی بکثرت ناممکن ہے جیسے انسان و حیوان وغیرہ کہ ان کا صدق جب تک متعدد موضوعات کا (مثل زید و عمرو و بکر و خالد) نہ لحاظ کیا جائے متعدد نہین ہو سکتا پس ثابت ہوا کہ اشدیت و ازیدیت ان معنون سے ذات و ذاتی مین متحقق نہین ہو سکتی —

بعد اس توجیہ کے جناب حضرت مولانا ملّا نظام الملت والدین کا ارشاد ہے کہ اس توجیہ پر نزاع فریقین لفظی ہو گی کیونکہ اشراقیین کے نزدیک تشکیک فی الماہیت کا معنی یہہ ہے کہ ایک ہی ماہیت (جنسی ہو یا نوعی) انحاء وجودات مین بکمال و نقصان متفاوت ہو نہ یہہ کہ صدق کلی وہمی امثال

بحث سوم

اگر یہہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ سواد شدید وضعیف کسی زائد امر پر مشتمل نہین ہے تو اس سے یہہ کہان لازم آتا ہے کہ سواد شدید وضعیف مین نفس ماہیت کے اعتبار سے بھی تفاوت نہو سکے کیونکہ ممکن ہے کہ ماہیت سواد بذاتہا ایک نحو وجود کے اعتبار سے دوسرے نحو وجود کی نسبت اشد واضعف وزائد وناقص ہو اور اس نحو تفاوت مین بجز نفس ماہیت کے کسی دوسرے امر کی ضرورت نہو کیونکہ مختلف جعول کے تعلق کیوجہہ سے ماہیت کا ہر ایک مرتبہ اس طور پر متعین ہو سکتا ہے کہ دوسرے مرتبہ سے بذاتہا بلحاظ آثار متفاوت ہو اگرچہ وہ مراتب متحد الماہیت ہی کیون نہون۔

مولانا بحر العلوم نے بعد ان ابحاث کے فرمایا ہے کہ میرے استاذ جامع معقول ومنقول بحر العلوم صاحب مقامات رفیع حضرت نظام الملت والدین نے اون تعلیقات مین جو حواشی قدیمہ کے متعلق لکھی ہین یہہ بیان کیا ہے کہ کلام مشائین کی توجیہ بھی ممکن ہے اور کہہ سکتے ہین کہ صدق کلی کی شدت وزیادت سے یہہ مراد ہے کہ بعض افراد پر صدق کلی دوسرے بعض کی نسبت بکثرت ہو جیسے اسود اشد اور متکلم زائد کہ بمقابل اسود اضعف ومتکلم

اور جو آن تمام زمان حرکت مین فرض کیجائے اوس جزو زمان اور اوس
آن مین متحرک کو اوس مقولہ مافیہ الحرکت کی ایک ایسی فرد اور جزو حاصل ہو جو
دوسری آن اور دوسرے زمان مین وہ فرد حاصل نہو یعنی زمان حرکت کی
ہر ایک آن اور ہر ایک جزو مین اوس متحرک فی المقولہ کو اوس مقولہ کا ایک نیا
نیا جزو اور فرد مبداء حرکت سے منتہای حرکت تک حاصل ہوتا ہے مثلاً اگر کسی
محدود مسافت مین گھوڑے کی یک روزہ حرکت فرض کیجائے تو ضرور ہی
اوس اسپ متحرک کو زمان حرکت کی ہر آن اور ہر جزو مین مبداء حرکت سے
لیکر منتہای حرکت تک مقولہ این سے ایک نیا نیا این حاصل ہوگا۔ کیا یہہ
ہو سکتا ہے کہ اثنای حرکت متصلہ مین اسپ مذکور دو ساعت یا دو آن ایک ہی
مکان مین ٹھہرا رہے۔ ہرگز نہین ورنہ وہ متحرک علی الاتصال نہوگا بلکہ ساکن
پس اوس اسپ متحرک فی الاین کو تمام زمان حرکت مین ایک ایسا این
حاصل ہوگا جس کے مفروضہ اجزاء اوس متحرک کو بالتدریج حاصل ہونگے۔
بعد اس تمہید کے کہا جاتا ہے کہ اگر مقولہ کیف مین کوئی حرکت فرض
کیجائے تو بنا بر تمہید مذکور ضرور ہی متحرک کو تمام زمان حرکت مین ایک ایسا
کیف جنس مافیہ الحرکت سے حاصل ہوگا جس کے مفروضہ اجزاء اوس تمام زمان

کے لحاظ سے بکثرت ہو پس ہر فریق کے نزدیک شدت وضعف وغیرہ کے ایک دوسرے معنی ہون گے علاوہ برین اس توجیہ سے کلام مشائین بھی آبی ہے اور نیز فریقین کی دلیلون اور باہمی بحثون سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حق بجانب اشراقیین ہے

چند اختلافات حکما متعلقہ امور تشکیک

اختلاف اول

اشراقیین اور مشائین کا اس امر مین بھی اختلاف ہے کہ سواد شدید اور ضعیف کی ماہیت ایک ہے یا نہین - اشراقیین کہتے ہین کہ دونون کی ایک ہی ماہیت ہے اور یہہ بدیہی امر ہے اسکا ثبوت محتاج دلیل نہین بالفرض اگر محتاج بھی ہے تو اوسپر دلیل قائم کیجا سکتی ہے لیکن دلیل کے قائم کرنے سے پہلے ایک تمہید کی ضرورت ہے -

تمہید

فن طبیعات مین ثابت ہوا ہے کہ کسی مقولہ مین (جیسے کیف وکم ووضع واین) تحرک جسم کے یہہ معنی ہین کہ مبدا حرکت سے منتہای حرکت تک جو جزو زمان

دلیل دویم

تمہید

جزولایتجزی کی بحث مین ثابت ہوچکا ہے کہ اجزای لایتجزی اسی جسم کی ترکیب ناممکن ہے پس جسم فی حد ذاتہ متصل ہے جیسے کہ شیخ نے حکمت فارسی مین کہا ہے "کہ جسم در حد ذات خود پیوستہ است چہ اگر گسستہ بودے قابل ابعاد نبودے"

تحریر دلیل

بعد اس تمہید کے کہا جاتا ہے کہ جو بیاض یا سواد کہ جسم متصل سے اس طور پر قائم ہو کہ بعض اجزا اوس کے شدید اور بعض ضعیف ہون تو ضرور ہی اجزای محل کیطرح اجزای حال یعنی اوس سواد یا بیاض کے شدید وضعیف اجزای مفروضہ بھی باتصال حقیقی بہم متصل ہون گے اور یہہ اتصال جبتک کہ شدید وضعیف متحد الماہیت نہون کیونکر متصور ہوسکتا ہے پس ثابت ہوا کہ شدید وضعیف کی ماہیت ایک ہی ہے۔

بیان مذہب مشائین

حکمای مشائین کہتے ہین کہ سواد شدید وضعیف متحد الماہیت نہین ہین۔

حرکت کی ایک ایک آن اور ایک ایک جزو مین اوس متحرک کو بالتدریج
حاصل ہون گے مثلاً اگر کوئی حرکت سواد شدید سے سواد ضعیف کی طرف
یا بالعکس فرض کیجائے تو ضرور ہی متحرک فی السواد کو تمام زمان حرکت مین
ایک ایسا سواد حاصل ہوگا جس کے مفروضہ اجزاء اوس زمان کی ایک
ایک آن اور ایک ایک جزو مین اس کو بالتدریج حاصل ہون گے اور ہر ایک
جزو بہ نسبت دوسرے جزو کے جو اس سے فوقانی مرتبہ مین ہے ضعیف اور
بہ نسبت اوس کے جو تحتانی مرتبہ مین ہے شدید ہوگا یا بالعکس۔

اور فن طبیعیات مین یہہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ زمانہ ایک متصل مقدار
ہے جس کے مفروضہ اجزا باہم ایسے متصل ہین کہ جن کا ایک دوسرے سے
انفصال غیر ممکن ہے پس اوس سواد متدرج الاجزاء کے اجزا (جو تمام زمان
حرکت مین متحرک فی السواد کو حاصل ہوا ہے اور جس کے مفروضہ اجزا ایک
دوسرے کی نسبت شدید و ضعیف ہین) اتصال اجزای زمان کی سبب سے
اس طرح سے متصل ہون گے کہ اون اجزاء مین بھی انفصال غیر ممکن ہوگا۔
اور یہہ اتصال جب تک کہ اجزای شدیدہ و ضعیفہ کی ماہیت ایک نہو غیر متصور ہے
پس ثابت ہوا کہ سواد شدید و سواد ضعیف کی ماہیت ایک ہی ہے نہ مختلف۔

کہ جب کسی خط مین اجزای متناقصہ اس طور پر فرض کیئے جائین کہ اول ضعف ثانی اور ثانی ضعف ثالث اور ثالث ضعف رابع اور علی ہذ القیاس تو انتہا ایک نقطہ پر پہونچے گی۔ پس وسطانی مراتب اگر متحد الماہیت ہون تو ضرور لازم آئے گا کہ نصف اول جو خط ہے اور وہ نقطہ جو انصاف مفروضہ کی انتہا ہے متحد الماہیت ہون کیونکہ انتہائی نقطہ کی نسبت اپنے فوق کے نصف کی طرف وہی ہوگی جو اوس نصف کو اپنے فوق کے نصف کیطرف ہے اور جملہ انصاف وسطانیہ متحد الماہیت ہین پس نصف اول خط جو خود بھی خط ہے اور نقطہ انتہائی ضرور ہی متحد الماہیت ہون گے اور یہہ صریح محال ہے۔ پس لازم آئے گا کہ اجزای خط (مثل نصف و نصف نصف وغیرہ) متحد الماہیت نہون حالانکہ بالاتفاق متحد الحقیقت مان لیئے گئے ہین۔ پس معلوم ہوا کہ دلیل غیر صحیح ہے۔

نقض تفصیلی از جانب اشراقین

مراتب کیفیات کا کسی حد پر اس طرح ٹھہر جانا کہ اوس حد سے متجاوز نہو سکین مراتب کمیات کی طرح غیر ممکن ہے کیونکہ انتہائی قسمت کیفیات سے لازم آتا ہے کہ

اقوی دلیل مشائین

اگر اس طرح پر متناقص سواوات فرض کیے جائین کہ اول ضعف ثانی اور ثانی ضعف ثالث اور ثالث ضعف رابع اور رابع ضعف خامس ہو تو ضرور اون سواوات کی انتہا بیاض صرف پر ہوگی کیونکہ سوادت مذکورہ مین سے ہر فوقانی مرتبہ تحتانی مرتبہ کی نسبت اور تحتانی فوقانی کی نسبت شدید و ضعیف ہوگا۔ اگر شدید و ضعیف متحد الماہیت مان لیئے جائین تو سواد صرف اور بیاض صرف کا بھی متحد الماہیت ہونا لازم آئے گا۔ اور یہہ صریح محال ہے۔

ثبوت ملازمہ

بیاض صرف کو اوس سواد کی طرف جو اس سے فوق ہے وہی نسبت ہے جو اوس سواد کو اپنے فوق کی طرف ہے اور علی ہذا سواد صرف کو اوس بیاض کیطرف جو اوس سے فوق ہے وہی نسبت ہے جو اوس بیاض کو اپنے فوق کی طرف ہے۔ جب جملہ مراتب وسطانی متحد الماہیت مان لیئے گئے ہین تو ضرور سواد صرف اور بیاض صرف بھی متحد الماہیت ہونگی۔ اور یہہ صریح محال ہے

نقض اجمالی از جانب اشراقین

اس دلیل کے مقدمات مقدارین بھی جاری ہو سکتے ہین کیونکہ کہہ سکتے ہین

امثال منتزع کرسکے اور ازدیت کے بھی اون سے نزدیک یہہ معنی ہین لیکن فرق یہہ ہے کہ ازدیت مین امثال اضعف متمائز فی الحس ہون گے۔

اختلاف سویم

اشراقین کا قول ہے کہ زیادت اور قوت اور شدت ایک ہی چیز ہین لیکن جب کمیات مین پائی جائیں تو اوسے زیادت اور جب جواہر مین موجود ہون اوسے قوت اور جب کیفیات مین متحقق ہون تو اوسے شدت کہا جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس اون کے اضداد۔ لیکن یہہ سب اطلاقات عرفیہ ہین جن کا علوم حکمیہ مین کوئی اعتبار نہین کیا جاسکتا۔

مشائین کا خیال ہے کہ زیادت اور قوت اور شدت ایک شی نہین ہے بلکہ ہر ایک کا مصداق جدا جدا ہے اس لیئے کہ زیادت کمیات کے ساتھہ اور شدت کیفیات کے ساتھہ اور قوت جواہر کے ساتھہ مختص ہے۔

اختلاف چہارم

یہہ نزاع اس امر مین ہے کہ جواہر مین بھی اشتداد متحقق ہے یا نہین اشراقین کہتے ہین کہ متحقق ہے کیونکہ اشتداد نفس ماہیت کا کمال ہے۔ اور ایک جوہر دوسرے جوہر کی نسبت کامل ہوسکتا ہے آیا فیل کی جوہریت

قسمت جسم بھی جوان کا محل ہے ایسی حد پر انتہا پذیر ہو جس سے متجاوز
نہو سکے - اور اس کا استحالہ جزو لایتجزیٰ کی بحث مین ثابت ہو چکا ہے
پس مراتب سوادات شدیدہ وضعیفہ کی بیاض صرف پر انتہا یا بالعکس فرض
محال ہے - اور ایک محال مفروض سے دوسرے محال کا لازم آنا غیر محال ہے

اختلاف دویم

فریقین کی یہہ نزاع شدت وضعف کی تفسیر مین ہے - اشراقین کے نزدیک
نفس ماہیت کا کمال ونقصان شدت وضعف ہے اور کمال ونقصان کی کئی صورتین ہین
(اول) نفس ماہیت پر ایک نحو وجود کے اعتبار سے دوسرے نحو وجود کی
نسبت آثار کثیر مرتب ہون -
(دویم) نفس ماہیت سے ایک نحو قیام کے لحاظ سے دوسرے نحو قوام
کی نسبت امثال کثیر منتزع ہون خواہ وہ امثال متمائز فی الحس ہون یا نہون
(سوم) نفس ماہیت ایک نحو قوام مین علت ہو اور دوسرے نحو قوام مین معلول
(چہارم) نفس ماہیت ایک نحو قوام کے اعتبار سے دوسرے نحو قوام
کی نسبت اولیٰ ہو اور مشائین کے نزدیک شدت کے یہہ معنی ہین کہ کلی کے بعض
افراد اس طور پر ہون جن سے عقل بمعاونت وہم دوسرے فرد کی غیر متمائز فی الحس

اس لیئے کہ تشخص وجود و اتصاف بالوجود کیطرح محض ایک عقلی اعتبار
سے ہے جس کا منشاء انتزاع نفس ماہیت اور طبیعت مرسلہ ہے جب اوصاف
واحکام و آثار خارجی جیسے علیت و معلولیت و اقتضا و شدت وضعف وزیادت
ونقصان وغیرہ محض اعتباری امور پر مترتب نہین ہوسکتے ہین تو اس قسم کا
خارجی تفاوت و اختلاف نفس ماہیت ہی کے لحاظ سے ہوگا جو بذاتہا اوعیہ
وظروف مین منبسط و متحقق ہے اور جب ظاہر ہے کہ کلیات عرضیہ بذاتہا
خارج مین متحقق نہین ہوسکتے تو پہر وہ کیونکر احکام و آثار خارجیہ کے بذاتہا مبادی
بن سکتے ہین ہان اگر تشکیک کوئی اعتباری امر ہے جو محض اعتبار عقل ہی
پر موقوف ہے تو یہہ اور بات ہے - لیکن اس وقت فریقین کی نزاع نہ تشکیک
فی الماہیت مین بلکہ اس امر مین ہوگی کہ وہ نحو تفاوت جسکو تشکیک کہا گیا ہے
خارج مین متحقق ہے یا نہین اور یہہ خلاف مفروض ہے کیونکہ تشکیک کے
متحقق ہونے مین کسی کو بھی خلاف نہین ہے -
اگر اعتراضا کہا جائے کہ تشکیک اوس تفاوت کو کہتے ہین جو صدق کلی
مین ہو اور صدق کلی ایک عقلی اعتبار ہے پس تشکیک بھی ایک عقلی اعتبار ہے
تو جوابا کہا جائے گا کہ کلی سے کیا مراد ہے - اگر کلی عقلی و کلی منطقی مراد ہے

پشہ کی جوہریت سے اقوی و اکمل نہین ہے اور جوہریت فیل کے آثار پشہ کی جوہریت کے آثار سے زیادہ نہین ہین۔کیون نہین۔

مشائین کا خیال ہے کہ شدت و اشتداد کیفیات کے ساتھہ مختص ہے اور جوہر اعلی سے جوہر ادنی کے امثال منتزع نہین کیئے جا سکتے۔

ترجیح رای

اس مین شک نہین کہ تشکیک کے مسئلہ مین حق بجانب اشراقین ہے۔ کیونکہ جب حجج قاطعہ اور دلائل ساطعہ اور براہین قویہ اور بینات مبینہ سی ثابت ہوا کہ جعل بسیط حق ہے اور نفس طبائع مرسلہ ہی جعل جاعل کے بالذات اثر ہین اور جعول مختلفہ کے متعلق ہونے کی وجہہ سے مراتب طبیعت آثار و احکام کے اعتبار سے متبائن ہین تو پھر کیونکر یہہ شک کر سکتے ہین کہ نفس طبیعت بذاتہا ایک مرتبہ مین دوسرے مرتبہ کی نسبت آثار و احکام کے اعتبار سے شدید و ضعیف اور زائد و ناقص نہین ہو سکتی کیونکہ جعل بسیط کے حق ہونیکی صورت مین اور کلی طبعی کے موجود فی الخارج ہونے کی حالت مین وہ امر جسپر احکام و آثار مختلفہ مترتب ہون یا منشاء انتزاع امثال کثیرہ کا ہو یا علت یا معلول یا مقتضی یا مقتضی ہو بجز نفس ماہیت کوئی دوسرا امر کیونکر تجویز ہو سکتا ہے

آچکی ہے - ہان کلی طبعی کے (جیسے انسان) کئی اعتبار ہین -
(اول) صرف ذات انسان کا لحاظ جو لفظ انسان کے اطلاق سے
پہلے پہل مفہوم ہو اسے مرتبۂ لابشرط شی اور طبیعت مرسلہ کہتے ہین -
(دوم) ذات انسان کا لحاظ کسی تشخص خاص کے ساتھہ یا کسی اور چیز
کے ساتھہ جیسے تعین زید یا عمرو یا بکر وغیرہ - اسے بشرط شی کہتے ہین -
(سویم) ذات انسان کا اس طور پر لحاظ کہ اوس کے ساتھہ کوئی دوسری
شی نہین ہے اسے طبیعت مجردہ کہا جاتا ہے - پہلے دونون اعتبارون کے
موجود ہونے مین کوئی شک نہین اور تیسرے اعتبار کے وجود کا بجز افلاطون
کے کوئی قائل نہین ہوا - ہان اس اعتبار کے متصور ہونے مین کوئی مضائقہ
نہین کیونکہ تصور ہر شی سے متعلق ہو سکتا ہی اس لیے لاحجر فی التصورات کہا جاتا ہے

(احکام طبیعت مرسلہ)

حکم اول

طبیعت مرسلہ جیسے انسان وحیوان وجسم وفرس وغنم وغیرہ) اگرچہ بوجہ
کثرت اشخاص کثیر ہے - مگر فی ذاتہا واحد ہے بوجہ کثرت اشخاص

تو بیشک انکا صدق اور تحقق اعتبار عقل ہی پر موقوف ہو گا۔ کیونکہ ان کا ظرف
صدق بلحاظ ذہن ہی سے ہے جسے ظرف خلط و تعریہ کہتے ہین لیکن ان کے
صدق کا تفاوت متنازع فیہ نہین ہے کیونکہ یہان اوس تفاوت مین بحث ہے
جو ذات اور ذاتی کے صدق مین ہوا کرتا ہے اور کلی عقلی و کلی منطقی جو عقلی
اعتبارات ہین بالفرض اگر کسی کی ذات و ذاتی بھی ہون تو اعتبار عقل ہی مین
ہونگے بجز اعتبار عقل کے اون کا صدق و تحقق ہرگز نہین ہوسکتا اور بحث
اوس ذات و ذاتی کے تفاوت فی الصدق مین ہے کہ جس کا قوام و تقویم
اعتبار معتبر پر موقوف نہو اور وہ کلی طبعی ہے جس کا جعل بسیط کا بالذات اثر ہونا
اور جعل مرکب کا بالتبع اثر ہونا فریقین کے نزدیک مسلم ہے اور باستثنای شرذمہ
قلیلہ فریقین کے نزدیک اوس کا بذاتہ وجود فی الاعیان تسلیم کر لیا گیا ہے
پس اوس کا صدق و تحقق کیونکر عقلی اعتبار ہو سکتا ہے۔ اگر بالفرض کوئی
اعتبار کرنے والا ہی نہو یا اعتبار نکرے تو بھی زید انسان اور حیوان اور جسم
اور جوہر ہی ہو گا نہ کوئی دوسری شی ــــ

پس ثابت ہوا کہ کلی طبعی کا صدق فی الخارج واقعی امر ہے اور تشکیک فی الماہیت
اوسی تفاوت کا نام ہے جو کلی طبعی کے نحو صدق و تحقق مین ہوتا ہی جسکی تفصیل

اور اوس کے عدم کے وقت کہہ سکتے ہین کہ انسان معدوم ہے بخلاف
وجود الہٰی کیونکہ طبیعت مرسلہ اس وجود کے اعتبار سے کسی ایک فرد کی وجود
کے ساتھہ موجود ہو گی اور جملہ افراد کی انتفا سے منتفی مثلاً انسان وجود الہٰی
کے اعتبار سے ایک زید کی موجودگی سے بھی موجود ہو سکتا ہے لیکن جبتک
جملہ افراد انسان منتفی نہون تو انسان اس وجود کے اعتبار سے منتفی نہوگا کیونکہ
وجود طبعی شخصی وجود ہے اور شخصی وجود ایک ایک شخص کے تحقق سے متحقق اور
ایک ایک شخص کے انتفا سے منتفی ہوتا ہے اور وجود الہٰی نوعی وجود ہے
اور ظاہر ہے کہ تقوم نوع بقوام فرد واحد بھی ہو سکتا ہے لیکن انتفای نوع
بانتفای جمیع افراد ہو سکتا ہے نہ بانتفای فرد واحد۔

حکم ثانی

طبیعت مرسلہ کا وجود الہٰی اوس کے وجود طبعی پر مقدم ہے کیونکہ وجود الہٰی
نہ کسی شرط کے ساتھہ مشروط اور نہ کسی استعداد مادی پر موقوف ہے
بخلاف وجود طبعی کے کہ شروط کے ساتھہ مشروط اور استعداد مادی پر موقوف
ہے۔ مثلاً وجود زید کہ جبتک نطفہ رحم مادر مین نہ قرار پائے اور ایک مدت تک
اوسپر کیفیات وکمیات وصور واشکال متوارد نہون حاصل نہین ہو سکتا۔

(جیسے زید وعمرو وغیرہ) لیکن وحدت اوسکی زید وعمرو وبکر کی طرح وحدت شخصی نہین جو اوس کے اشتراک کو منافی ہو۔ پس ثابت ہوا کہ طبیعت مرسلہ واحد بھی ہے اور کثیر بھی وحدت اوسکی کثرت کی منافی نہین اور کثرت اوسکی وحدت کی منافی نہین ـــ

پس طبیعت مرسلہ کا وجود فی الاعیان یا فی الاذہان یا فی نفس الامر اگر اوسکی طرف وحدت کے اعتبار سے منسوب کیا جائے تو اس وجود کو وجود الہی کہتے ہین کیونکہ یہہ وجود محض عنایت الہی سے ہے جسمین استعداد مادی کو کچھہ دخل نہین اور اگر وہی وجود کثرت شخصی کے اعتبار سے اوسکی طرف منسوب کیا جائے تو اوس وجود کو وجود طبعی کہتے ہین اور جس طرح کہ اوس کا پہلا وجود وحدت کی جہت سے واحد ہے اسی طرح یہ وجود طبعی بھی کثرت شخصی کی جہت سے کثیر ہے ـــ

طبیعت مرسلہ وجود طبعی کے اعتبار سے ایک ایک فرد کے وجود سے موجود اور ایک ایک فرد کے عدم سے معدوم ہوگی جیسے انسان کہ زید وعمرو وبکر مین سے ہر ایک کے وجود سے موجود اور ان مین سے ہر ایک کے انتفا سے منتفی ہوتا ہے پس زید کے وجود کے وقت کہہ سکتے ہین کہ انسان موجود ہے

کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ موجودہ افراد سے پہلے انسان موجود نہین ہے یا بعد کو موجود نہوگا۔ یا موجودہ افراد کے ساتھہ موجود نہین ہے کیا تلازم ہیولی وصورت کی بحث مین ثابت نہین ہے کہ صورت جرمیہ کا مطلق وجود ہیولی کے وجود خاص کی علت ہے اور ہیولی کا وجود خاص صورت جرمیہ کے وجود خاص کی علت ہے اور ظاہر ہے کہ علت کی علت بھی علت ہوا کرتی ہے پس صورت جرمیہ کا وجود مطلق صورت جرمیہ خاص کے وجود کی علت ہوگا اگر وجود الہی کسی شی کا اوس کے وجود طبعی سے مقدم نہین ہے تو صورت جرمیہ کا مطلق وجود صورت جرمیہ خاص کے وجود کی علت کیونکر ہوسکتا ہے پس ثابت ہوا کہ وجود الہی وجود طبعی سے مقدم ہے ۔

حکم ثالث

طبیعت مرسلہ کے لیئے دو طرح کے احکام ہین۔ بعض وجود الہی کے اعتبار سے اور بعض وجود طبعی کے اعتبار سے۔ پہلی قسم کے احکام کا افراد کی طرف متجاوز ہونا ضرور نہین ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ شخصی اور فردی خصوصیت اون احکام سے مانع ہو۔ اور دوسری قسم کے احکام طبیعت مرسلہ کے لیئے وجود الہی کے اعتبار سے بھی فی الجملہ ثابت ہوسکتے ہین کیونکہ وجود الہی اور وجود طبعی حقیقتا

اور وہ تخم جو زمین مین بویا جاوے اگر ایک مدت تک اوس پر بارش نہ برسے اور اوسپر کیفیات وکمیات متبدل اور اشکال وصور متواردنہون وہ تخم کوئی خاص درخت نہین ہوسکتا بخلاف وجود الٰہی انسان یا وجود الٰہی درخت کہ اوس کو ان امور کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ یہہ وجود مطلق انسان اور مطلق درخت کو خاص خاص انسان اور خاص خاص درخت سے موجود ہونے سے پیشتر حاصل ہے بلکہ خاص خاص انسان اور خاص خاص درخت کا وجود مطلق انسان اور مطلق درخت کے وجود پر موقوف ہے —

کیا یہہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اگر مطلق انسان یا مطلق درخت موجود نہو تو کوئی خاص انسان یا خاص درخت موجود ہوسکتا ہے اور اگر مطلق حیوان یا مطلق جسم یا مطلق مار ونار وہوا یا مطلق شب وروز نہو تو کوئی خاص حیوان یا کوئی خاص جسم یا کوئی خاص مار ونار وہوا یا کوئی خاص شب وروز موجود ہوسکتے ہین — ہرگز نہین — اس لیئے کہا گیا ہے کہ (وجود الطبائع المرسلۃ قبل کل کثرۃ ومع کل کثرۃ وبعد کل کثرت یعنی طبیعت مرسلہ کا وجود الٰہی (جسے وجود عام بھی کہا جاتا ہے) خصوصیات شخصیہ سے قطع نظر ہر کثرت سے قبل اور ہر کثرت کے بعد اور ہر کثرت کے ساتھہ پایا جاتا ہے —

حکم صادق ہون گے۔

اسی سیلئے فلاسفہ نے کہا ہے دو ضد ایک محل مین جمع ہو سکتے ہین
اس کا مطلب یہہ ہے کہ دو موجبہ و سالبہ مہملہ قدمائیہ جن مین طبیعت مرسلہ موجود
بوجود الہی موضوع ہوا کرتی ہے باہم تناقض نہین ہوتے جیسے الانسان
عالم والانسان لیس بعالم کیونکہ طبیعت مرسلہ کے سیلئے وجود الہی کے اعتبار سے
احکام متضادہ ثابت سیکئے جاتے ہین جس کا ذکر پہلے آچکا بخلاف وجود طبعی
کے کہ طبیعت شخصیہ آن واحد مین احکام متضادہ کی مورد نہین بن سکتی کیونکہ
ظاہر ہے کہ آن واحد مین انسان شخصی وجود زید کے اعتبار سے معدوم اور
موجود نہین ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ مطلق انسان کے سیلئے احکام متضادہ کا
ثابت ہونا الہی وجود کے ہی اعتبار سے ہوتا ہے نہ طبعی وجود کے اعتبار سے

لیکن زاہد ہردی کا بیان ہے کہ ذات شی کبھی لابشرط شی اعتبار کیجاتی ہے
اور اس صورت مین اس کا حکم یہہ ہے کہ ایک فرد کے تحقق سے متحقق اور
ایک فرد کے انتفا سے منتفی ہوتی ہے اور کبھی بشرط لاشی من حیث الاطلاق
اس طور پر اعتبار کی جاتی ہے کہ حیثیت اطلاق صرف لحاظ ہی مین رہتی ہے
نہ ملحوظ مین اس صورت مین اوس طبیعت مجردہ کا یہہ حکم ہے کہ ایک فرد کی تحقق سے

ایک ہی ہین صرف اضافت ونسبت کا فرق ہے کیونکہ زید کا وجود مثلاً
جب خصوصیت شخصی سے قطع نظر کی جائے گی تو وہی انسان کا وجود الٰہی کہلائیگا
اور اگر خصوصیت شخصی کا اعتبار کیا جائے گا تو وہی انسان کا وجود طبعی
کہلائے گا - پس معلوم ہوا کہ دونون وجود متحد بالذات اور مختلف بالاعتبار
ہین لیکن تفاوت حقیقت وذات کی طرح تفاوت اعتبار سے بھی احکام مختلف
ہوجاتے ہین جیسے کہ بیان سابق سے ظاہر ہے - اسی لیئے کہا گیا ہے
(لو بطلت الاعتبارات لبطلت الحکمۃ) -

حکم رابع

جب طبیعت مرسلہ دو نحو وجود سے موجود ہے اور ہر نحو وجود کے اعتبار سے
اوس کا ایک حکم جداگانہ ہے تو ضرور ہی طبیعت مطلقہ دو حکم متناقض کی
حامل ہوگی آیا عمرو کے موجود اور زید کے نابود ہونیکے وقت نہین کہہ سکتے
ہین کہ انسان معدوم بھی ہے اور موجود بھی اگر نہین کہہ سکتے ہین تو عدم زید
سے کونسی شی معدوم ہوئی ہے اور وجود عمرو سے کونسی شی موجود ہوئی ہے
پس انسان مرسل کو ایک ہی وقت مین موجود اور معدوم کہا جائے گا اور وہ
دو حکم متناقض کا (جیسے ثبوت وجود وسلب وجود) محکوم علیہ بنے گا اور دونون

نہ کسی فرد کی ساتھہ موجود ہو سکتی ہے اور نہ اوس کو کسی فرد کی ساتھہ اتحاد ہو سکتا ہے
اگر کہا جاے کہ میر زاہد کے قول کا یہہ مطلب ہے کہ جب طبیعت مجردہ
مین لحاظ تجرید سے قطع نظر کی جائے تو وہ طبیعت مجردہ ایک فرد کے تحقق سے
متحقق اور جملہ افراد کے انتفا سے منتفی ہو گی کیونکہ قطع نظر لحاظ تجرید کے ہر ایک
فرد کے ساتھہ اوس کا اتحاد متصور ہے پس ضرور ہی کسی ایک فرد کے وجود سے
خارج مین موجود ہو گی - اور بانتفای جمیع افراد منتفی -

تو یون جواب دیا جائے گا کہ اس صورت مین قضیہ طبعیہ کی موضوع مین
(جو طبیعت مجردہ ہے) اور قضیہ مہملہ قدمائیہ کے موضوع مین (جو طبیعت مرسلہ ہی)
کوئی فرق باقی نہین رہے گا کیونکہ طبیعت مرسلہ کیطرح قطع نظر لحاظ تجرید سے
طبیعت مجردہ بھی وجود الہی و طبعی کے ساتھہ موجود ہو گی جب طبیعت مجردہ پہلے
اعتبار سے ایک فرد کے وجود سے موجود اور جملہ افراد کے انتفا سے منتفی ہو
اور دوسرے اعتبار سے ہر فرد کے وجود سے موجود اور ہر فرد کے انتفا سے
منتفی ہو تو طبیعت مرسلہ او طبیعت مجردہ مین کونسا امر مابہ الامتیاز ہو گا کیونکہ لحاظ
تجرید سے قطع نظر یا تو مرتبہ لابشرط شی ہے یا مرتبہ بشرط شی -

مرتبہ اول طبیعت مرسلہ موضوع مہملہ قدمائیہ - مرتبہ دوم طبیعت مخلوطہ موضوع

متحقق اور جملہ افراد کے انتفا سے منتفی ہوتی ہے پس پہلے اعتبار سے مہملہ
قدمایئہ کا موضوع اور دوسرے اعتبار سے قضیہ طبعیہ کا موضوع بنتی ہے
علاوہ برین پہلے اعتبار سے ذہنی اور خارجی دونون طرح کی احکام اوس کی لیئے
ثابت ہو سکتے ہین جیسے الانسان نوع وکاتب اور دوسرے اعتبار سے
صرف ذہنی احکام ہی اوس کو ثابت ہون گے جیسے الانسان نوع کیونکہ
اس صورت مین موضوع وہ انسان واقع ہوا ہے جسمین صرف انسانیت ہی
کا لحاظ اور جمیع خصوصیات کی نفی کا اعتبار کیا گیا ہے پس اس وقت کوئی اور
شی سوای اون احکام کے ثابت نہین ہو سکتی جو صرف نفس انسانیت کے
اعتبار سے مترتب ہوتی ہین (جیسے کلیت و ذاتیت نوعیت وغیرہ)

تردید

پہلے گذر چکا ہے کہ طبیعت مجردہ کا پایا جانا ذہن مین ہو یا خارج مین محال ہے
کیونکہ کسی شی کا وجود بلا تشخص نہین ہو سکتا اس لیئے حکما نے کہا ہے۔ "ما لم
یتشخص لم یوجد" پس طبیعت مجردہ موجود فی الاعیان یا فی الاذہان کیونکر ہو سکتی
ہے اس صورت مین زاہد ہروی کا یہ قول کہ طبیعت مجردہ ایک فرد کی تحقق سے
خارج مین موجود ہو سکتی ہے صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ اس اعتبار سے طبیعت مجردہ

فہرست رسالہ

قضیۂ شخصیہ ہی ہیں قطع نظر بلحاظ تجرید سے وہ کونسا مرتبہ ہے جو قضیہ طبعیہ کا موضوع اور ایک فرد کے تحقق سے متحقق اور جملہ افراد کے انتفا سے منتفی ہو سکے۔

فقط تم تم تم

الرسالۃ

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٢	٦	لامر	لاامر
٢	١٢	صیرویت	صیرورت
٦	٥	موجودی	موجود
٧	١٢	کلی کلی	کلی
١٣	٦	موجودات	اشیا
١٥	٧	ہے	ہوگی
١٧	١٥	متصف ہو	اتصاف
٢٢	٩	ثبوت کا وجود	وجود ثبوت کا
٣٤	٨	مساخت ہے	مساوقت بھی
٣٦	١	ہے	ہو
٣٨	١١	منسب	مناسب بھی
٣٩	٣	ہویات	ہویات بھی
٣٩	٧	ہین	ہونگے
٤١	١١	تشخص	تشخصے
″	٥	منتزع ہو	منتزع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥١	٣	ہوسکی	ہوسکے
٦٩	٨	الویت	اولویت
٧٥	٦	متفاوت ہوتی ہے	متفاوت ہوگی
٧٧	١٥	ذات واجب سے	ذات واجب
٧٨	٥	وفات ذاتی	در ذات ذاتی
٧٨	١٠	ہے یا نہیں	ہوگا یا نہوگا
٨٠	١٣	عمق وغیرہ کی	عمق وغیرہ کا قیام کسی محل سے
٨١	٣	جو تفاوت و قیام مبدا سے اعتبار سے	تفاوت و قیام مبدا
٩٣	١	یہہ معنی	یہی معنی
٩٧	١٤	واحد ہی بوجہ کثرت اشخاص	واحد ہی
١٠٠	١٢	اس لیے	اسی لے

یاے معروف یاے مجہول کے لکھنے مین کاتب نے اکثر غلطی کی ہے سوا اسیطرحکی اور بھی چھوٹی چھوٹی غلطیان ہین - ناظرین خیال رکھین -